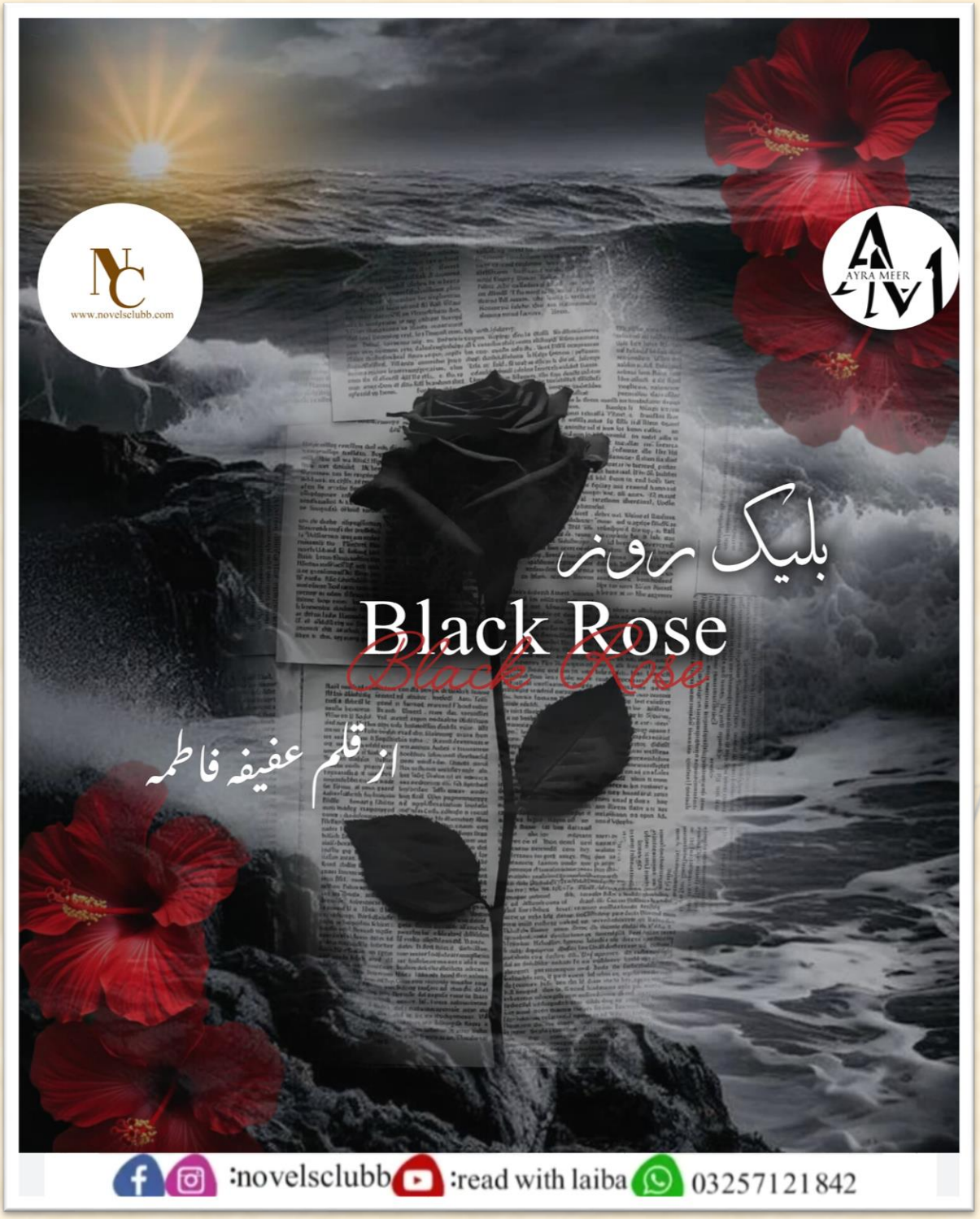
www.novelsclubb.com
AYRA MEER
بلیک روز
Black Rose
Black Rose
از قلم عفیفہ فاطمہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

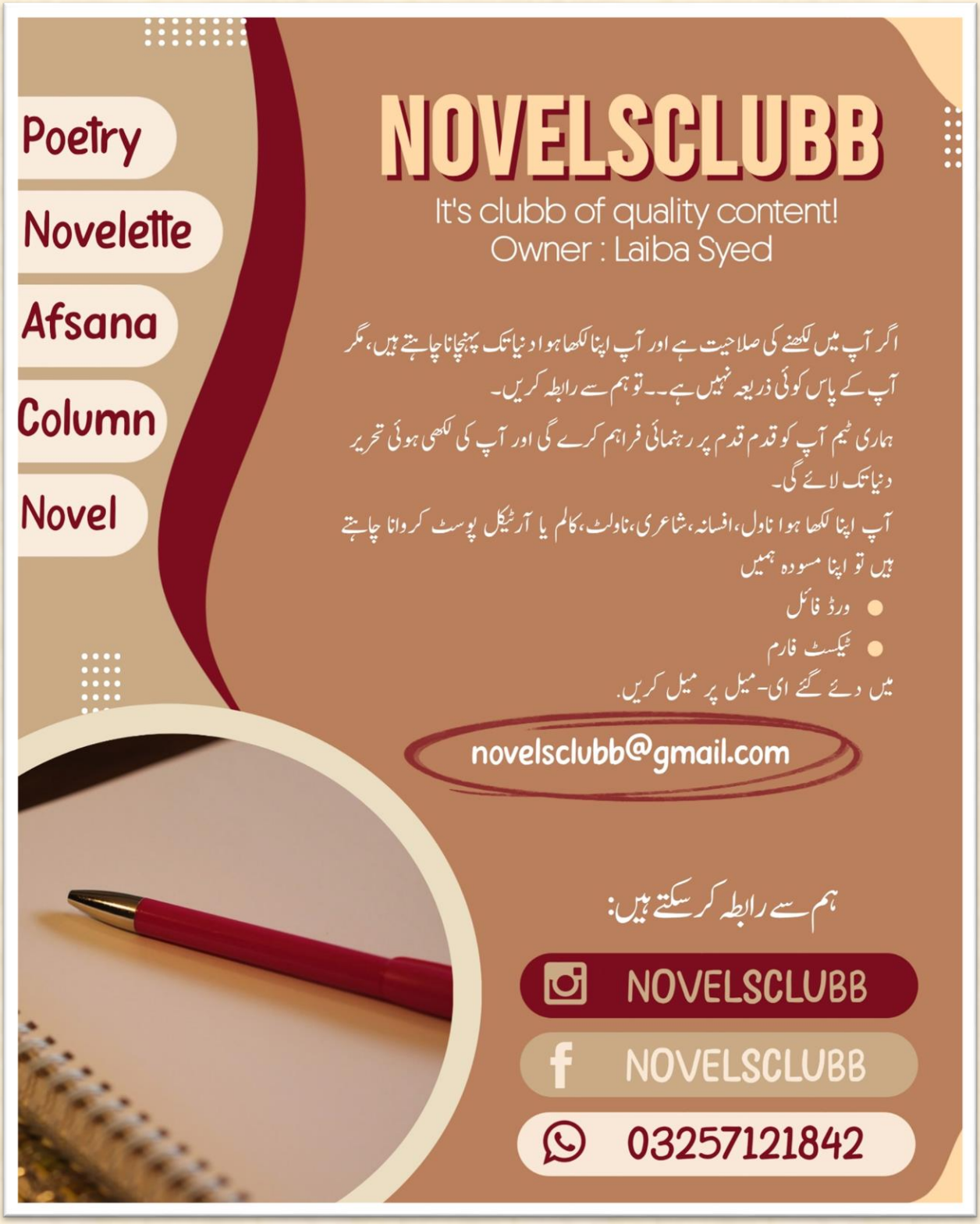
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

ہلفیتی (بلیک روز)

از قلم

عفیفہ فاطمہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "بلیک روز" کے تمام جملہ حق لکھاری "عفیفہ فاطمہ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

ناول:۔ہلفیتی

قسط نمبر:۔6

"صلہ کب تک ایسے چلے گا یہ سب؟" پچھلے کچھ مہینوں سے دماغ میں چلتا سوال بلآخر زبان پر آ ہی گیا۔

"کیا؟" صلہ نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

وہ دونوں اس وقت عالیان کے سکول میں ہونے والی پیرنٹ ٹیچر میٹنگ اٹینڈ کر کے واپس آ رہے تھے۔پی ٹی ایم کی وجہ سے آج وہ تینوں ساتھ گھر سے نکلے تھے۔اب سمریز صلہ کو کیفے ڈراپ کرنے جا رہا تھا۔موقع ملتے ہی اس نے بات کا آغاز کیا۔

"تم جانتی ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔" سمریز نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔وہ بالکل انجان بنی بیٹھی تھی۔

"نہیں، میں نہیں جانتی تم کس بارے میں بات کر رہے ہو؟" صلہ کے اس جواب پر سمریز گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"صلہ پچھلے کچھ مہینوں سے تمہارا انداز بہت بدل سا گیا ہے۔" اس کی بات پر صلہ کے لبوں پر آسودہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

"پہلے تم مجھے اگنور کرنے لگی تھیں اور اب خاموش اختیار کیے رکھتی ہو۔ اب تم مجھ سے پہلے کی طرح بات بھی نہیں کرتیں۔" اس نے شکوہ کیا۔

"ایسا بھی کیا کیا میں نے؟ تمہاری رکھی گئی شرط پر ہی عمل کر رہی ہوں۔" اس کے انداز میں ذرا بھی لچک نہیں آئی تھی۔ وہی سرد سا رویہ۔ البتہ سمریز کے ماتھے پر الجھن بھری لکیر ضرور واضح ہوئی تھی۔

"میری شرط؟ میں نے کب کوئی ایسی شرط رکھی تھی؟" اس کے انداز میں الجھن واضح تھی۔

"شادی کی پہلی رات تم نے ہی کہا تھا نہ کہ ہم دونوں ایک ساتھ ضرور بندھ گئے ہیں مگر ہمارے راستے لگ ہیں۔ تم نے ہی کہا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی زندگی میں انٹرفیئر نہیں کریں گے۔" صلہ نے اسے یاد دلانا چاہا۔

"اس لیے اب سے میں واقعی تمہاری زندگی میں کبھی انٹرفیئر نہیں کروں گی۔ تم نے ٹھیک کہا تھا ہمارے راستے واقعی الگ ہیں۔" صلہ کا لہجہ آخر میں افسردہ ہو گیا تھا۔ گلے میں گلٹی سی بندھنے لگی تو وہ خاموش ہو گئی۔

سمریز خاموشی سے اسے سنے گیا۔ اپنی رکھی گئی شرط تو وہ واقعی فراموش کر بیٹھا تھا۔ چند لمحے یوں ہی گزرے۔ صلہ نے دکھتے گلے کو سنبھالنے کی سعی کی اور سمریز نے کچھ کہنے کی۔

"مگر تم نے بھی تو کہا تھا کہ تم میرے ساتھ اس راستے پر چلنا پسند کرو گی۔ اور پھر یہ بھی تو کہا تھا کہ تم مجھے ہراؤ گی۔ میرے دل میں جگہ بنانے کا چیلنج تم نے خود ہی تو اپنے سر لیا تھا۔ پھر اب۔" اسے خود بھی معلوم نہیں ہوا کہ وہ یہ سب کیوں کہہ گیا۔ اب کہ جب یہ سب کہہ دیا تھا تو وہ اپنے آپ کو کوستا اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

"ہار گئی میں۔ تمہارے دل تک پہنچنا صلہ شاہد کیلئے ناممکن امر ہے شاید۔" وہ سر جھکائے آہستہ آواز میں بڑبڑائی اور شاید آنسو روکنے کی بھی کوشش جاری تھی۔

سمریز نے اس کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی اور نا جانے کیوں اسے برا لگا تھا۔ سمریز کے الفاظ ختم ہو گئے۔ باقی کا سارا راستہ وہ دونوں خاموش رہے۔ کیفے کے سامنے گاڑی روک کر وہ اس کے اترنے کا انتظار کرنے لگا۔

صلہ نے ابھی دروازہ کھولا ہی تھا کہ سمریز کی آواز گونجی۔

"شام کو میں تمہیں اور عالیان کو جلدی پک کر لوں گا۔" سمریز نے آفر کروائی۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہم ٹیکسی کروا لیں گے۔ تم اپنے کام نمٹاؤ۔" صلہ کے اس عام سے جملے میں چھپا طنز وہ باخوبی محسوس کر گیا تھا۔ مگر خاموش رہا۔

وہ دروازہ بند کرتی کیفے کی طرف بڑھ گئی تو وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

oooooooooooooooooo

" صحیح تو کہہ رہی تھی وہ۔ میں نے ہی تو یہ شرط رکھی تھی کہ ہم دونوں اپنے راستے الگ رکھیں گے۔" وہ گاڑی ڈرائیو کرتا اسی سوچ میں گم تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"لیکن اب جب اس نے واقعی راستہ الگ کر لیا ہے تو دل افسردہ کیوں ہو رہا ہے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔ مگر جواب۔ جواب نہیں ملا۔ یا شاید جو جواب مل رہا تھا وہ اسے قبول نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تھانے پہنچ کر وہ سیدھا اپنے آفس روم کی طرف بڑھا تھا۔ ایسا پہلی بار ہو رہا تھا کہ ذہن کام میں لگنے کی بجائے کسی کے کہے الفاظوں میں الجھا ہوا تھا۔

"ہار گئی میں۔ تمہارے دل تک پہنچنا صلہ شاہد کیلئے ناممکن امر ہے شاید۔" وہ الفاظ اور ان کو ادا کیے جانے والا وہ رندھا سا لہجہ۔ جانے کیوں آج اتنا دل پر لگ رہا تھا۔

وہ اپنا کام چھوڑے سر کو دونوں ہاتھوں میں دیے بیٹھ گیا۔

"مجھے اپنا عادی بنا کر کہتی ہو کہ ہمارے راستے الگ ہیں۔ تم نے ٹھیک کہا تھا صلہ جب زندگی ایک ہو جائے تو راستے کیسے الگ رہ سکتے ہیں۔" وہ اپنے تصور میں اس سے بات کرنے لگا۔

"مگر کیا میں واقعی تمہیں مس کر رہا ہوں۔ کیا واقعی مجھے تمہارے الفاظوں کی عادت سی ہو گئی ہے۔ یا شاید تمہاری عادت ہو گئی ہے۔" دل کا جواب اقرار میں آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صلہ کا ہنستا مسکراتا چہرہ اچانک ہی خاموشی کا لبادہ اوڑھ گیا تھا۔اور اب اسے یہ خاموشی کانچ کی طرح چبھ رہی تھی۔جب کوئی اپنا یوں اچانک خاموش ہو جائے تو دل لہو ٹپکانے لگتا ہے۔اس کے دل کی بھی کچھ یہی حالت تھی۔ پچھلے چند مہینوں سے وہ اس کشمکش میں تھا کہ آخر صلہ کی خاموشی اس کیلئے اتنی معنی کیوں رکھ رہی تھی۔پر آج انکشاف ہو گیا کہ اس نے اسے اپنا عادی بنا لیا تھا۔

وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھا جب تابش نے دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔

اس کے اجازت دینے پر وہ اندر بڑھ آیا۔

"سر آپ کو کسی سے ملوانا ہے؟"تابش کے کہنے پر اس نے سر ہلا کر اسے اجازت دی۔

"نور!"تابش کے آواز لگانے پر نور جمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ سمریز نے اسے غور سے دیکھا۔

بیس،اکیس سال کا،پتلا دبلا سا لڑکا،آنکھوں پر موٹے موٹے چشمے لگائے،نور کے شکنجے میں کھڑا ڈرا سہما سا لگ رہا تھا۔

"سر یہ جمی ہے۔ میں نے آپ کو ہیکر برادرز کے بارے میں اطلاع دی تھی نا یہ ان میں سے ایک ہے۔" تابش کے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

"اور دوسرا کدھر ہے؟" سمریز نے پوچھا۔

"سر میں آپ کو وہی بتانے والا تھا کہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی جونی کو کوئی اغواء کر کے لے گیا۔" تابش کے کہنے پر سمریز کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"واٹ؟ کون لے گیا؟ اور اس بارے میں تو صرف ہم چار لوگوں کو معلوم تھا پھر کیسے کوئی لے گیا اسے۔" سمریز کے پوچھنے پر اس نے شروع سے آخر تک ساری روداد اس کے گوش گزار کر دی۔

"صائم سے پوچھو کون لوگ تھے وہ؟ آخر کچھ تو نوٹ کیا ہو گا نا اس نے؟" اس کی بات نے سمریز کو واقع پریشان کر دیا تھا۔

"دیکھو تابش ہم نے یہ جال بچھایا ہے اس قاتل کو پکڑنے کیلئے۔ ہمیں اس سے ایک قدم آگے رہنا ہے۔ اگر اس شخص کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ ہم ہیکرز کو ڈھونڈ رہے ہیں، تو اس کا

مطلب ہے کہ اسے ہمارے آگے کے کھیل کا بھی معلوم ہو گا"۔ سمریز کے کہنے پر تابش نے اس سے متفق ہوتے ہوئے سر ہلایا۔

"اور سر سب سے بڑی بات کہ آخر اسے معلوم کیسے ہوا اس بارے میں؟" تابش نے اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں تابش۔اس بارے میں صرف مجھے، تمہیں، نور اور صائم۔ صرف ہم چار لوگوں کو معلوم تھا۔ پھر یہ بات اس شخص تک کیسے پہنچی؟" سمریز نے یہ کہتے ہوئے نور کی جانب دیکھا تو وہ گڑبڑایا۔

"نہیں سر۔مجھے سچ میں کچھ معلوم نہیں کہ اس شخص کو کیسے پتا چلا۔ سر میں تو سارا وقت تابش سر کے ساتھ ہوتا تھا۔" اس نے جلدی سے وضاحت دی۔

"جو بھی ہو پر یہ بات باہر تو نکلی ہے۔اب یہ کس کی حرکت ہے جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔" سمریز نے سختی سے کہا تو وہ دونوں ہی سر جھکا گئے۔

oooooooooooooooo

صبح سے رات ہونے کو آئی تھی۔ سورج مغرب کی جانب چلتا ہوا غروب ہونے کو تھا۔ سورج کی کرنیں سمندر کے پانی پر پڑتی ہر طرف اپنی روشنیاں منعکس کر رہی تھیں۔ سمندر کی لہروں کے سنگ بحیرہ عرب میں سورج ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ وہ شخص اب بھی وہیں بیٹھا تھا۔ اسی سمندر کنارے جس کے پانیوں میں اس کی محبوب شے کھوئی تھی۔ اسی ساحل کنارے جہاں کبھی پہلی بار اسے اپنی آنکھوں کے سنگ دل میں اتارا تھا۔ آج کا یہ سورج بھی ڈوب گیا مگر وہ واپس نہ آسکی۔ خزاں کا یہ موسم اس کے دل کو بھی زرد کر گیا۔

وہی ساحل کی ریت پر کسی کے قدم چھاپ چھوڑنے لگے۔ وہ قدم اسی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اسے آہٹ محسوس ہوئی۔ آنکھوں میں جانا پہچانا سا تاثر ابھرا مگر وہ نگاہیں سمندر پر جمائے بیٹھا رہا۔ اب وہ قدم اس کے بالکل قریب پہنچ کر رک گئے۔

"کب تک یوں ہی یہاں بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے تمہارا؟" شاہد بخاری کے سوال پر بھی اس نے نگاہیں نہیں ہٹائیں۔

"میکال میں تم سے بات کر رہا ہوں۔ کب تک یہاں بیٹھے رہو گے؟" اب بھی کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ گہرا سانس بھرتے وہیں اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔

"دیکھو۔میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم اس وقت کس کرب سے گزر رہے ہو۔تمہاری اذیت واقعی نا قابل برداشت ہے۔"شاہد کے الفاظوں پر ایک آنسو اس کے تکلیف کی گواہی دینے کو آنکھ سے بہہ نکلا۔

"جب کوئی بہت عزیز ہم سے دور ہوتا ہے تو ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے۔"شاہد کے ذہن میں کسی کی پرچھائی جھلکی تھی۔جھریوں زدہ سی آنکھیں اور مُسکراتے لب۔وہ اس کی والدہ تھیں۔

"بہت حد تک ہم دونوں کی زندگی ایک جیسی ہے۔تم نے بھی اپنا قیمتی رشتہ کھویا ہے اور میں نے بھی۔لیکن موو آن تو کرنا ہوتا ہے نا۔"وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے سمجھانے لگے۔

"میں جانتا ہوں یہ اتنا آسان نہیں ہے مگر یہاں بیٹھے رہنا بھی تو کوئی حل نہیں ہے۔تم ابھی گھر چلو۔گھر جا کر جتنا سوگ منانا ہے،منا لو مگر۔۔۔۔"آنکھوں کی نرمی سنجیدگی میں بدلی۔

"اس سے پہلے کہ یہ سوگ تمہیں کسی قابل نہ چھوڑے خود کو سنبھال لینا۔ٹھیک ہے؟"شاہد کے کہنے پر اس نے کرب زدہ سی نگاہیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"وہ کیوں چلی گئی مجھے چھوڑ کر۔یوں اچانک سے کیسے وہ مجھے تنہا کر گئی۔"اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے کوئی بچہ اپنی پسندیدہ چیز کے ٹوٹ جانے پر رونے لگتا ہے۔شاہد نے ایک سانس ہوا کے خارج کی۔

"خیر یوں اچانک تو کچھ بھی نہیں ہوا۔اس کی جو حالت تھی آج یا کل یہ سب ہونا ہی تھا۔آج یا کل اسے جانا ہی تھا عفان کے پاس۔"سفاک لہجے میں کیا گیا سفاک تبصرہ۔میکال کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کا دل چیر کر رکھ دیا ہو۔دو قطرے مزید آنکھ سے بہہ نکلے۔

"مگر وہ تو ٹھیک ہوتی جا رہی تھی۔اب تو وہ،وہ مجھ سے کافی باتیں کرنے لگی تھی۔اور کل،کل تو وہ واقعی بالکل نارمل تھی مگر پھر اچانک یہ سب۔یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔"وہ اٹکتے لہجے میں کہتا آخر میں چلا اٹھا تھا۔

"وہ کیسے جا سکتی ہے کیسے ہو سکتا ہے یہ سب؟کیسے ہو سکتا ہے؟وہ دیوانہ وار چلاتے ہوئے سوال کرنے لگا۔خود سے،شاہد بخاری سے یا پھر شاید قدرت سے۔ڈوبتے سورج نے اس کی دیوانگی کو آخری منظر کی صورت خود میں بسایا اور پھر پوری دنیا کو اس کے سوگ میں شامل کرتا ہر جانب اندھیرا پھیلا گیا۔

oooooooooooooooo

"سر میں نے تو پوری کوشش کی تھی کہ کسی طرح ان دونوں ہیکرز کو وہاں سے غائب کروا دوں گا"۔ کوئی جانی پہچانی سی آواز اس اندھیر کمرے میں گونجی تھی۔

"پتہ نہیں کون لوگ تھے جو اسے بیچ سے ہی لے کر فرار ہو گئے۔" کھڑکی سے آتی سورج کی باریک سی کرن اس کی آنکھوں کو واضح کر رہی تھی۔ لہجے میں شرمندگی اور نگاہوں میں الجھن لیے وہ فون پر درخواست گزار تھا۔

فون پر دوسری طرف سے کچھ کہا گیا۔

"سر آپ بے فکر رہیں میں جلد از جلد اس ہیکر کو ڈھونڈ نکالوں گا۔ ایک تو ویسے بھی میری نظروں کے سامنے ہے دوسرا بھی جلد ہی میری قید میں ہو گا۔ آپ فکر مت کریں اس تقریب میں سب کچھ ہمارے پلان کے مطابق ہی ہو گا۔" اس کے لہجے میں عزم تھا۔

دوسری طرف سے سختی سے کچھ کہا گیا مگر اس کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا اور وہ پکے ارادے کے ساتھ الوداعی کلمات کہتا مڑ گیا۔ سورج کی ہلکی سی روشنی میں اس کی گردن کے عین نیچے کچھ واضح ہوا تھا۔ کچھ سیاہ سا۔ کچھ گلاب سا۔

oooooooooooooo

سمریز اس وقت پولیس کی نفری کے ساتھ جونی اور جمی کے گھر موجود تھا۔دن کا وقت ہونے کے تحت ساری دکانیں کھلی تھیں۔دکاندار پولیس کی بھاری نفری دیکھ کر تجسس کے مارے بار بار گھر کی سیڑھیوں کے سامنے پہنچ جاتے۔ان لوگوں نے پورا گھر چھان مارا تھا مگر جونی کے اغواء کاروں کا نام تو دور نشان بھی نہیں ملا تھا۔

سمریز اور تابش پچھلے دروازے کی جانب آ کھڑے ہوئے۔اس جانب کو لمبی قطار میں گھر بنے ہوئے تھے۔

"جونی کو ڈھونڈنا بہت ضروری ہے تابش۔مجھے یقین ہے کہ وہ انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہو گا جو اس بیلا چاؤ کیس سے منسلک ہیں۔" سمریز نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑاتے اپنی رائے دی۔ جس پر تابش سر ہلاتا کہنے لگا۔

"سر!اس طرح تو شاید اس تقریب سے پہلے ہی ہم ان لوگوں کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" تابش نے کہا۔

"ہاں تابش یہ ممکن ہے۔ لیکن اسے ڈھونڈنے کا کوئی سراغ بھی۔۔۔" سمریز کی بات اُدھوری رہ گئی۔ اس ادھورے جملے پر تابش اسے دیکھنے لگا۔ اس کی نگاہ کسی نقطے پر جمی تھی۔

"کیا ہوا سر؟" تابش نے الجھے انداز میں پوچھا۔

"تابش کمال! لگتا ہے سوراغ مل گیا۔" سمریز کا لہجہ کھل اٹھا تھا۔ ایسا انداز کے جیسے سالوں کی محنت ثمر پانے جا رہی ہو۔

"کیسا سوراغ؟" تابش نے یہ کہتے ہوئے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

"وہاں ایک گھر کے سامنے اُگے بڑی بڑی شاخوں والے درخت پر ایک کیمرہ لگا تھا۔ تابش نے حیران نگاہوں سے سمریز کی جانب دیکھا۔ ایسے ہی تو وہ اس کا آئیڈیل نہیں تھا۔ گھنے درخت کی باریک سی شاخ پر لگا چھوٹا سا کیمرہ بھی اس کی نگاہ سے بچ نہیں پایا تھا۔

"سر یہ تو۔۔۔ اتنا چھوٹا کیمرہ آپ کو نظر کیسے آ گیا۔" تابش حیرانی کے عالم میں پوچھ بیٹھا۔

"ہر فیلڈ کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور پولیس کا تقاضا باریک بینی سے کام لینا ہے۔" سمریز کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے سر ہلا گیا۔ آنکھوں کی چمک دیکھنے لائق تھی۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی سمریز کیلئے اس کے دل میں عزت اور بڑھ گئی تھی۔

"آجاؤ چل کر چیک کرتے ہیں۔بس دعا کرنا کہ اس اغواء کار کی نظر اس کیمرے پر نہ پڑی ہو۔" وہ یہ کہتے گریبان سے عینک نکال کر آنکھوں پر لگاتا اس گھر کی طرف بڑھا۔

oooooooooooooo

گھر کی ڈور بیل بجا کر وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگے۔کافی دیر کوئی جواب نہ آیا تو چند لمحوں بعد سمریز نے دروازہ بجایا۔ مگر جواب اب بھی ندارد۔ایک اور بار دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک ضعیف سی آواز کانوں میں گونجی۔

"آرہی ہوں بھئی، آرہی ہوں۔ معلوم بھی ہے کہ بڑھیا اکیلی رہتی ہے پھر بھی دروازہ پیٹے جارہے ہو۔" ایک عمر رسیدہ سی خاتون اپنی کانپتی آواز سے کہتیں دروازہ کھولنے آئیں۔

"السلام علیکم اماں!" سمریز نے سلام کیا تو وہ جھریوں زدہ آنکھیں چھوٹی کیے انھیں دیکھے گئیں۔

"کون ہو تم لوگ؟" وہ شاید نظر کمزور ہونے کے باعث انھیں ان کی وردی سے پہچان نہیں پائی تھیں۔

"اماں ہم پولیس سے ہیں۔کچھ ضروری بات کرنی تھی آپ سے۔"اس بار تابش نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

"پولیس!"وہ نا سمجھی سے بولیں۔

"ارے مجھ بڑھیا نے کونسا بینک لوٹ لیا جو پولیس یہاں پہنچ گئی ہے۔میں تو دروازہ ہی مشکل سے کھول پاتی ہوں۔"ان کے کہنے پر تابش ہلکا سا مسکرایا پھر انہیں تسلی دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"ارے نہیں اماں۔ہمیں تو بس آپ کی مدد چاہیے تھی ایک معاملے۔۔۔"

"ایکسکیوزمی؟"ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا کہ کوئی جانی پہچانی سی نسوانی آواز کانوں میں رس گھول گئی۔اس نے فوراً گردن موڑ کر دیکھا۔یہ وہی تھی۔ہاں وہی جس سے قدرت نے ملوایا تھا۔وہی جو بارش کی بوچھاڑ میں اسے کوئی نوید سنا گئی تھی۔

"آپ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟"مریم کے سوال پر وہ اپنے خیالوں سے باہر آیا تھا۔عینک میں چھپی آنکھیں جھکا لیں۔

وہ سوالیہ نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی مگر تابش کو لگا جیسے اس کی زبان تالو سے چپکا دی گئی ہو۔

"دیکھیں ہم یہاں ایک چھوٹی سی فیور لینے آئے ہیں۔اگر آپ برا نہ مانیں تو ازراہِ کرم ہمیں اس کیمرے کا فوٹیج چیک کرنے دیں۔"تابش کو خاموش کھڑا دیکھ سمریز نے وضاحت دی۔

مریم اثبات میں سر ہلاتی آگے بڑھی اور اماں سے کچھ کہنے لگی۔اماں نے اس کی بات پر ان دونوں کو جانچتی نگاہوں سے دیکھنے لگیں جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہوں کہ وہ واقعی شریف ہیں بھی یا نہیں۔پھر انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتیں اندر بڑھیں۔

وہ دونوں ان کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔اماں انہیں گھر کے اندر لے آئیں۔گھر میں جگہ جگہ پانی جمع تھا۔اور صاف صفائی کی حالت بھی خراب تھی۔یہ حالات دیکھتے وہ دونوں خاموشی سے ان کے پیچھے چلتے رہے۔

تابش نے نوٹ کیا تھا کہ مریم بار بار کاٹھ دار نگاہ اٹھا کر اسے دیکھتی ہے پھر نگاہ جھکا لیتی ہے۔مگر کیوں وہ سمجھ نہیں پایا۔

اماں ان لوگوں کو لیے ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئیں۔وہاں ایک خستہ حال صوفہ پڑا تھا اور سامنے ہی دیوار پر ایک بڑی سی ایل سی ڈی لگی تھی۔

"اس کیمرے کی ساری ویڈیوز اسی ایل سی ڈی پر دکھائی دیتی ہیں۔ میرے بیٹے نے لگوائی ہے یہ۔اپنی اماں کی حفاظت کیلئے۔" بیٹے کے نام پر ان کی بوڑھی آنکھوں میں الوہی سی چمک ابھری تھی۔ سمریز نے شکستہ دل کے ساتھ ان کی آنکھوں کی چمک اور لہجے کی کھنک محسوس کی۔ کسی کی یاد نے بہت زور سے دل میں جگہ گھیری تھی۔اسے اس وقت شدت سے اس بدنصیب اولاد پر غصہ آیا جو ماں کے زندہ ہوتے ہوئے بھی اس کی رحمت کے سائے سے دور تھا۔اور وہ ماں صرف اس کے ذکر پر ہی جی اٹھی تھی۔

تابش اماں سے مزید کچھ پوچھتا اب ایل سی ڈی اون کرنے لگا۔ سمریز کی نگاہیں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں مگر دماغ کی سوئی اسی بدنصیب پر اٹک گئی تھی۔

"کیا پتہ وہ کسی مجبوری کے باعث نہ آسکتا ہو یہاں؟" ذہن میں اس کی بے گناہی کا خیال آیا۔

"لیکن ایسی بھی کیا مجبوری کہ بڑھی ماں کو تنہا چھوڑ دیا۔" مگر اگلے ہی پل اس نے اپنے جواز کو غلط ثابت کر دیا۔

"اگر چاچو زندہ ہوتے تو، میں تو مر کر بھی انہیں یوں چھوڑ نہ پاتا۔" گلے میں گلٹی سی بندھی تھی۔

"سر یہ اسی رات کی فوٹیج ہے۔" تابش کی آواز پر وہ اپنے خیالوں سے باہر آیا۔

"ہاں۔" آنکھوں کو مسلتے اس نے نم سانس اندر کھینچی اور ایل سی ڈی کی جانب متوجہ ہوا۔

اماں اب صوفے پر بیٹھی خاموشی سے انہیں کام کرتا دیکھ رہی تھیں۔

مریم بھی انہی کے ساتھ کھڑی تھی اور اس کا بار بار تابش کو دیکھنا تابش سے مخفی نہیں تھا۔ اور اس کا انداز تو بالکل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں تھا۔ وہ سمجھ نہیں پایا کہ اس نے ایسا کونسا گناہ کیا تھا جو یہ لڑکی اتنی خطرناک نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"جا مریم بچوں کیلئے کچھ پینے کو لے آ۔" اماں نے ان دونوں کو اتنے منہمک انداز میں کام کرتے دیکھا تو ممتا کی ماری عورت نے فوراً سے مریم کو کہا۔

"جی اماں۔" وہ خاموشی سے کمرے سے باہر بڑھ گئی۔

کچن میں آتے ہوئے وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ماموں جان کو لے جانے والا انسپکٹر سمریز بھائی کے ساتھ کام کرتا ہے تو ضرور صلہ سے کہتی۔ یا اللہ مجھے تو یقین نہیں آرہا ماموں جان کو پچھلے دونوں دفعہ سمریز بھائی

کے تھانے لے جایا گیا تھا۔" وہ پریشان سی بڑبڑاتی جا رہی تھی۔اس نے صلہ کے ساتھ ایک دو بار سمریز کو دیکھا تھا اس لیے فوراً پہچان گئی تھی۔

"اور یہ لوگ جس گھر کی سی سی ٹی وی دیکھ رہے ہیں یہ گھر تو وہی ہے۔ جہاں اس رات وہ نقاب پوش گیا تھا۔"

"یا اللہ مجھے تو پہلے ہی وہ شخص کچھ گڑبڑ لگ رہا تھا۔ مطلب میں نے اس رات ایک کرمنل کے ساتھ سفر کیا تھا۔" یہ بات سوچتے ہی اسے جھرجھری آئی۔

"مجھے یہ بات انھیں بتا دینی چاہیے۔ کیا پتا یہ لوگ اسی شخص کو ڈھونڈ رہے ہوں۔" وہ دل میں انھیں اس بارے میں بتانے کا تہیہ کر چکی تھی۔

پیچھے وہ دونوں اور اماں اس ایل سی ڈی کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں پر ایک گاڑی پچھلی گلی سے نکل کر اس طرف آئی تھی۔

سمریز نے فوراً اپنی جیب سے پین نکال کر ہاتھ پر ہی ٹائم نوٹ کیا۔ گاڑی سے دو لوگ نکلے تھے۔ چہرے نقاب سے چھپائے وہ دروازے کا لاک توڑ کر اندر کی طرف بڑھے۔

پانچ منٹ بعد ایک اور گاڑی رکتی دکھائی دی۔ صائم احمد کی گاڑی۔ وہ باہر نکلا اور اندر کی طرف بڑھا۔ پھر اگلے چند منٹوں میں وہ نقاب پوش آدمی جونی کو منہ سے دبوچے گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے۔

اسے گاڑی کی ڈگی میں ڈالا اور بارش سے گیلی سڑک پر چھینٹے اڑاتے نکلتے چلے گئے۔ سمریز نے گاڑی کا نمبر بھی فوراً نوٹ کیا تھا۔ اندھیرا ہونے کے باعث گاڑی کا نمبر سمجھنے میں مسلہ تو ہوا مگر پھر بھی تھوڑا زور دینے پر سمجھ آ گیا۔

"اس نمبر کا پتہ لگاؤ۔ کس کے نام ہے یہ گاڑی؟ یہی ہمیں آگے تک پہنچائے گا۔" سمریز کے کہنے پر وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

اتنے میں مریم دروازے سے داخل ہوتی دکھائی دی۔ ہاتھ میں چائے کی ٹرے پکڑے وہ ان کی طرف بڑھ آئی۔

"ارے اس زحمت کی کیا ضرورت تھی اماں؟ ہم تو بس جانے لگے تھے۔" سمریز نے تکلفاً کہا۔

"ارے بچے گھر آئے مہمان کو یوں ہی بھیج دینا صغریٰ بی بی کو زیب نہیں دیتا۔لے لو خالی چائے ہی تو ہے۔"ان کے اتنے پیار سے کہنے پر وہ دونوں چائے کے کپ تھامے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں اماں کا شکریہ ادا کرتے باہر کی طرف بڑھے۔مریم دروازہ لاک کرنے کی غرض سے ان کے پیچھے آئی تھی۔چہرے سے کچھ کشمکش میں مبتلا لگ رہی تھی۔

"انسپکٹر سر!"

سمریز کے دروازہ پار کرنے کے بعد مریم نے تابش کو آواز دی۔اس کے قدم وہیں زنجیر ہوئے۔وہ تھوڑا الجھن کا شکار اس کی طرف مڑا۔

"جی۔"سوالیہ ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔نگاہیں نیچے ہی رکھیں۔یونو شائے نس۔

"پتا نہیں یہ بات اہم ہے یا نہیں لیکن۔"اتنا کہہ کر وہ جملہ ادھورا چھوڑ گئی۔"دراصل میں بتانا چاہ رہی تھی کہ آپ لوگ جس رات کی فوٹیج دیکھ رہے تھے اس رات میں نے اسی گھر کے باہر کچھ عجیب نوٹس کیا تھا۔"مریم کے کہنے پر وہ فوراً چونک کر پوچھنے لگا۔

"کیا کیا نوٹس کیا تھا آپ نے؟"تابش نے پوچھا تو وہ اسے بتانے لگی۔

"اس گھر کا ایک دروازہ دوسری طرف کی سڑک پر بھی کھلتا ہے۔اور میں اس رات تیز بارش کی وجہ سے اس جگہ کھڑی تھی۔" وہ کہتے کہتے رکی۔پھر جب بولی تو آواز بہت رازدارانہ تھی۔

"میں نے وہاں ایک نقاب پوش انسان کو دیکھا تھا۔حلیے سے تو کوئی چور لگ رہا تھا۔" تابش کا دل کیا زوردار قہقہہ لگائے مگر اپنی خواہش پر قابو پاتے ہوئے بہت حیرانی سے بولا۔

"پھر آگے کیا ہوا؟" اس کے پوچھنے پر مریم دوبارہ ہلکی آواز میں بتانے لگی۔

وہ شخص پہلے تو زور زور سے دروازے بجاتا رہا۔مگر جب کوئی دروازہ کھولنے نہیں آیا تو وہ دروازے کو توڑتا اندر چلا گیا۔مریم کی بات پر تابش نے حیرانی سے آنکھیں پھیلائیں۔

"پتا نہیں یہ بات کام آئے گی یا نہیں لیکن میں نے سوچا آپ کے علم میں ہونا چاہیے۔کیونکہ مجھے وہ شخص واقعی بہت عجیب لگا تھا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے جھرجھری سی لی۔

"بہت اچھا کیا آپ نے ہمیں انفارم کیا اس بارے میں۔آپ کی بات ہمارے لیے مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔تھینک یو سو مچ۔" یہ کہتے ہوئے وہ بنا ایک بھی پل وہاں ٹھہرے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

باہر آتے ہی اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ پھیلی تھی۔ مطلب وہ اس سے اسی کے خلاف بتا رہی تھی۔ وہ ہنستا ہوا آگے بڑھ گیا۔

oooooooooooooooo

"ارے بیٹا تھکی ہاری آئی ہو کس کام سے اب کیا پورا گھر آج ہی صاف کرو گی۔" اماں اسے مسلسل ڈیڑھ گھنٹے سے گھر کی صفائی کرتا دیکھ رہی تھیں۔ بلآخر اسے ٹوکتے ہوئے بولیں۔

"ارے اماں حالت تو دیکھو گھر کی۔ بارشوں سے کتنا پانی جمع ہو گیا ہے۔ اب اگلی بار جانے سے پہلے آپ مجھے چابی دے کر جانا تاکہ ایسا کوئی مسلہ ہو تو میں آکر صاف صفائی کر دوں۔" مریم فرش پر وائپر پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

"میں تو یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوں آپ نے اتنے دن اس گندے گھر میں کیسے گزار لیے۔ اور یہ ثمینہ یہ کیوں نہیں آئی اتنے دنوں سے؟

میں اس کی بھی کلاس لیتی ہوں ذرا۔ پتا بھی ہے آپ گھر میں تنہا ہوتی ہیں پھر بھی صاف صفائی کرنے نہیں آئی۔ پیسے کس بات کے لیتی ہے پھر؟" وہ مسلسل ہاتھ چلاتی کہے جا رہی تھی۔

اماں اسے محبت پاش نظروں سے دیکھے گئیں۔

پچھلے دنوں صغریٰ بی بی اپنی بہن کے گھر رہنے گئی ہوئی تھیں۔یہی وجہ تھی کہ مریم کو اس رات سڑک پر انتظار کرنا پڑا تھا۔نہیں تو بارش رکنے تک صغریٰ بی بی کے گھر بیٹھ جاتی۔مگر قسمت کو کچھ بہت خاص منظور تھا۔

"کتنا بد قسمت تھا وہ شخص جو تیری قدر نہیں کی اس نے۔"اماں کی اس غیر متوقع بات پر اس کے ہاتھ تھمے۔

کوئی پرانے جملے،آج بھی تازہ زخموں پر چوٹ کرنے لگے۔

"کتنی بد قسمت ہو تم؟نا کبھی ماں باپ کا پیار مل سکا اور نہ کبھی شوہر کی محبت۔"زہر میں لپٹا سفاک تبصرہ۔

"آہ!تمہاری زندگی تو صرف ایک غلام کی سی ہے۔پہلے اپنے ماموں ممانی کی غلامی کرتی رہیں اور اب شوہر کی۔چچ۔"کسی کے کہے گئے سفاک الفاظ آج بھی اسے گھائل کرتے تھے۔

"تم اسے بد قسمت کہہ رہی ہو اماں جو مجھے بد قسمت کہتا تھا۔"وہ بس سوچ کر رہ گئی۔

وہ ان خیالات کو جھٹکتی تلخی سے مسکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بہت ظلم کیا ہے اس نے میری بچی پر۔اللہ حساب لے گا اس سے۔"اماں تڑپتے دل سے کہنے لگیں۔

"اماں اللہ نے اس سے حساب لے لیا ہے۔مجھے غلام سمجھتا تھا وہ اب ساری زندگی جیل میں گزارے گا۔میرے اللہ نے میرا بدلہ لے لیا ہے۔"وہ نم آنکھوں سے کہنے لگی۔

"میری صابر بچی،میری دعا ہے اللہ تجھے قدر کرنے والا شوہر دے۔"اماں نے صدقِ دل سے دعا دی۔وہ ہنس دی۔

"اماں تم بھی نا بس۔بھلا کوئی طلاق یافتہ کی بھی قدر کرتا ہے کیا؟"وہ طنزیہ سر جھٹکتی دوبارہ کام میں مصروف ہو گئی۔

"جو تمہارے قابل ہو گا وہ تمہاری قدر بھی کرے گا،میری بچی۔وہ شخص تمہارے قابل نہیں تھا۔اسی لیے تمہیں غلاموں کی طرح رکھتا تھا۔مگر دیکھنا جب تمہیں تمہارے قابل شخص ملے گا تو وہ تمہیں ملکہ کی طرح رکھے گا۔"ان کی بات پر اس کی آنکھیں نم ہونے لگی تھیں۔وہ مسکراتے ہوئے دوبارہ کام میں مصروف ہو گئی۔

اماں اسے پیار بھری بزرگ نگاہوں سے دیکھے گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دل سے اس کی ایک خوش باش زندگی کیلئے دعائیں کی تھیں۔ماؤں کی دعائیں تو ویسے بھی کبھی رد نہیں ہوتیں۔

oooooooooooooooo

"تابش سر! معلوم ہو گیا ہے کہ وہ گاڑی کس شخص کے نام ہے۔"تابش اس وقت فائل ریڈ کر رہا تھا جب نور نے آکر اسے اطلاع دی۔

"کس کے نام ہے؟"تابش نے فوراً سر اٹھا کر پوچھا۔

"سر یہ گاڑی کسی سلطان نامی شخص کے نام ہے۔یہ دیکھیں اس میں اس شخص کی ساری تفصیل درج ہے۔"نور نے ایک فائل اس کی طرف بڑھائی۔تابش نے فوراً تھام لی۔

"سر اس میں لکھا ہے کہ یہ شخص بہت سے کالے دھندوں میں ملوث ہے۔ڈرگز کی سمگلنگ،بچوں کو اغواء کر کے آگے سمگل کرنا اور بھی بے شمار ایسے دھندے کر رہا ہے یہ شخص۔"نور کے بتانے پر تابش سر ہلاتا فائل کی ورق گردانی کرنے لگا۔

"اور سر یہ تو ایک چھوٹا موٹا پنچھی ہے۔اصل ماسٹر مائنڈ کوئی اور ہے اس کے پیچھے۔"نور کا انداز تجسس سے بھرپور تھا۔

"ہاں نور ظاہر سی بات ہے وہی قاتل ہو گا اس سب کے پیچھے۔اسی کیلئے کام کرتا ہو گا یہ شخص۔"تابش نے اندازہ لگایا تو نور ہنس دیا۔

"نہیں سر۔" نفی کرتا آگے کو ہو بیٹھا۔

"سر اس سلطان کے پیچھے الطاف حسین کا ہاتھ ہے۔اسی کیلئے کام کرتا ہے یہ سلطان۔"نور کے بتانے پر تابش کے واقعی ہوش اڑے تھے۔

"واٹ؟ وہ الطاف سمگلنگ میں ملوث ہے؟"اس نے جیسے بے یقینی سے پوچھا۔

"یس سر۔وہ شخص سمگلنگ میں ملوث ہے۔آگے اس کی بھی ساری تفصیلات موجود ہیں۔" نور کے کہنے پر تابش صفحات پلٹاتا الطاف کے بارے میں پڑھنے لگا۔

"سر یہ شخص آج سے آٹھ سال پہلے ایک گورنمنٹ ادارے میں معمولی ملازم تھا۔ایک معمولی سے محلے میں رہتا تھا۔ مگر آٹھ سال بعد نا صرف اچھے رہائشی علاقے میں گھر بنالیا بلکہ تین سے چار کلبز کا بھی اکیلا مالک ہے۔اور سرکاری ملازمت کی بجائے اپنا بزنس سیٹ کر بلا ہے۔"نور کے الفاظ ہو بہو وہی تھے جو اس فائل میں درج تھے۔

"اور سر یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پچھلے چند سالوں میں اس کا اٹھنا بیٹھنا ٹھیک لوگوں کے ساتھ نہیں رہا۔ وہ ضرور کسی بڑی گینگ کا حصہ ہے۔" نور نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"یعنی اس الطاف کو واقعی سبق سیکھانا پڑے گا نورالدین۔ پہلے جونی کو بچالائیں پھر اس الطاف کا کچھ کرتے ہیں۔" تابش اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"چلو ذرا اس سلطان سے مل کر آئیں۔ ہم بھی تو دیکھیں کہاں کا سلطان ہے یہ۔" تابش یہ کہتا باہر بڑھا۔ نور بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔

oooooooooooooo

سلطان گلی کے کونے پر کھڑا تھا جب اس نے پولیس کی گاڑی آتے دیکھی۔ دل میں وہم جاگا تو وہ فوراً گھر کی طرف بھاگا۔ اپنی گھٹنوں سے پھٹی پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتا وہ جلدی جلدی کال ملانے لگا۔

"الطاف صاحب۔ صاحب وہ باہر پولیس آگئی ہے۔ مجھے لگ رہا ہے وہ اس ہیکر کو ڈھونڈتے ہوئے ادھر پہنچ گئے ہیں۔ صاحب کوئی حکم؟ کیا کروں اب میں؟" وہ جلدی جلدی گھر میں داخل ہوتا پوچھ رہا تھا۔

"سلطان کچھ بھی کرو مگر میرا نام پولیس تک نہیں پہنچنا چاہیے۔ کوئی بھی بہانا بنا دینا مگر میرا نام ان تک مت پہنچے۔" الطاف نے پریشان سے لہجے میں کہنے لگا۔

"جی، جی صاحب۔ میں کچھ کرتا ہوں۔" وہ پریشان سا کہتا ماتھا کھجانے لگا۔

اتنے میں اس کے گھر کا دروازہ بجا۔ وہ گھبرا سانس بھر کر خود کو پر سکون کرتا باہر بڑھا۔

دروازہ کھولا تو سامنے ہی نور اور تابش کھڑے دکھائی دیے۔

"جی سر؟ آپ لوگ یہاں؟ کوئی کام تھا مجھ سے؟" اس نے شرافت کا لبادہ چہرے پر چڑھائے پوچھا۔

"گھر کی تلاشی لینی ہے۔" تابش نے بنا بات گھمائے صاف صاف مدعے کی بات کی۔

"گھر کی تلاشی پر کیوں؟ سب ٹھیک تو ہے؟" اس کی اداکاری اب بھی عروج پر تھی۔

"اطلاع ملی ہے کہ یہاں کسی لڑکے کو حبسِ بے جا میں رکھا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں تلاشی لینی ہے۔" تابش کی بات پر اس کے ماتھے پر پسینہ چمکا مگر پھر بھی خود کو پر سکون رکھے کھڑا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے سر آپ دیکھ سکتے ہیں۔پر یہاں ملے گا کچھ نہیں۔"اس کی بات پر تابش طنزیہ ہنسا پھر اندر بڑھ آیا۔

نور،تابش اور ان کے ساتھ آئے تین سے چار پولیس اہلکاروں نے پورا گھر چھان مارا۔جونی کا کہیں کوئی نام و نشان نہیں تھا۔جبکہ اطلاع کے مطابق اسے یہیں اسی گھر پر رکھا گیا تھا۔

"سر یہاں تو جونی نہیں ہے۔اب کیا کرنا ہے؟"نور نے اپنی آواز کو ہلکا رکھ کر پوچھا۔تابش سر ہلاتا سلطان کی طرف بڑھا۔جیب سے تصویر نکال کر اس کے سامنے رکھی۔

"پہچانتے ہو اس لڑکے کو؟"سوال کیا گیا۔

"نہیں سر۔یہ کون ہے؟"فوراً سے نفی کی گئی۔

"ہیکر ہے یہ۔گھر سے غائب کروایا گیا ہے اسے۔اور جس گاڑی میں ڈال کر لے جایا گیا ہے وہ گاڑی تمہاری تھی۔"تابش نے صاف صاف بات کی۔

"نہیں سر۔میں بالکل نہیں جانتا یہ کون ہے؟اور میری گاڑی میں کیسے لے جایا گیا۔میرا یقین کریں میں کچھ نہیں جانتا۔"سلطان کی اداکاری پر تابش نے جیب سے گن نکال کر اس کی کنپٹی پر رکھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھو لڑکا تو تمہارے پاس ہی ہے۔یہ بات پکی ہے۔اس کے علاوہ تم کتنے پارسا ہو یہ بھی ہم اچھے سے جانتے ہیں۔اب شرافت سے بتادو کہ کہاں چھپایا ہے اسے یا پھر میں اپنے طریقے سے نکلواؤں گا۔" یہ کہتے وہ اس کے کان کے پاس جھکا۔

"اور قسم سے میرا طریقہ تم سے برداشت نہیں ہو گا۔" اس کی آواز میں کاٹھ تھی۔سلطان کو اپنی گردن کی پشت کے بال کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔

"اگر اتنا ہی جانتے ہو میرے بارے میں تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ اس کھلونے سے نہیں ڈرتے ہم جیسے لوگ۔جا کر اپنی یہ دہشت کسی اور کو دکھانا انسپکٹر۔وہ لڑکا واقعی میرے پاس نہیں ہے۔" وہ اب بھی اپنی بات پر اٹکا تھا۔تابش نے ایک سانس ہوا کے سپرد کی پھر افسوس سے نفی میں سر ہلایا۔جیسے اس کے مستقبل کی حالت پر افسردہ ہو رہا ہو۔

پھر اس کی گردن کی پشت پر ہاتھ رکھ کر ایک جھٹکے سے اسے نیچے جھکایا اور دوسرے ہاتھ کی کہنی عین گردن کے آخر میں ماری۔ایک دل خراش چیخ اس کے حلق سے برآمد ہوئی۔نور نے آنکھیں میچ لیں۔

"اب بتا کہاں رکھا ہے اس لڑکے کو؟" تابش خود اس کے کان کے قریب جھک کر پوچھنے لگا۔ لہجے کی سختی قائم تھی۔ سلطان کی گردن واقعی جھک گئی تھی۔ سیدھا ہونے میں وقت لگنا تھا۔

"تمہیں اس کا خمیازہ بھگتنا ہو گا انسپکٹر۔ اچھا نہیں کیا تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر۔" وہ اٹکتے لہجے میں کہتے ہوئے دھمکانے لگا۔ تابش نے اس کی دھمکی کو سرے سے اگنور کرتے ہوئے جونی کے بارے میں استفسار کیا۔

سلطان انہیں اپنے گھر کے گیراج کی طرف لایا۔ گیراج میں عین وسط میں ایک لکڑی کا ڈیزائن بنا تھا۔ اس نے وہاں اشارہ کیا۔ گردن ابھی بھی جھکی تھی۔

نور نے فوراً آگے بڑھ کر وہ لکڑی اٹھانی چاہی۔ اس لکڑی کے ہٹتے ہی نیچے کی جانب سیڑھیاں جاتی دکھائی دیں۔ وہ لوگ نیچے اترے تو ایک بڑا سا انڈر گراؤنڈ فلور تھا۔ جونی وہیں بیچ میں ایک کرسی پر بندھا تھا۔ گردن ایک جانب کو ڈھلکی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے جا کر اسے آزاد کروایا اور پورے تہہ خانے کی چھانٹی کرنے لگے۔ یہاں سے انہیں سلطان کے کالے دھندے کے متعلق بہت کچھ ملنے والا تھا۔

oooooooooooooooooo

وہ اس وقت نیم اندھیر کمرے کے وسط میں بیٹھا تھا۔آس پاس ہلکی زرد روشنی والے لیمپ روشن تھے۔وہ ایک اونچے سے سٹول پر بیٹھا تھا۔سامنے کینوس رکھے وہ اپنے ہاتھ میں موجود بورڈ سے رنگ برش پر لگاتا کینوس پر پھیرنے لگتا۔ہاتھ مسلسل زور و شور سے حرکت کر رہے تھے۔اس کمرے کی دیواریں ایسی تھیں کہ جیسی کسی کاٹیج کی ہوتی ہیں۔اس کمرے میں وہ منہمک سا سفید کینوس کو رنگوں سے بھرتا جا رہا تھا۔یکایک اس کے فون کی گھنٹی بجی۔ماتھے پر اکتاہٹ بھرے بل نمودار ہوئے۔اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا اور کال اٹینڈ کرتے کان سے لگایا۔

"ہاں کہو۔" بنا کسی سلام دعا کے اکھڑا ہوا بے نیاز لہجہ۔

"اتنے دن گزر چکے ہیں میکال۔آخر تم ہلفیتی سے واپس کب آؤ گے؟" شاہد بخاری کی غصے سے لبریز آواز فون میں گونجی۔

"اچھا ابھی صرف ایک ماہ گزرا ہے؟" کتنی کرب تھی اس کی آواز میں۔

"مجھے تو لگ رہا تھا کہ جیسے صدیاں بیت چکی ہوں گی۔" کرب سے مسکراتے ہوئے وہ سر جھکا گیا۔

"یہ وقت کے اندازے چھوڑو اور مجھے یہ بتاؤ کہ آخر تم واپس کب آ رہے ہو؟" شاہد کے انداز میں بھی اکتاہٹ تھی۔ وہ اسے واپس بلا بلا کر تھک چکے تھے۔

"کبھی بھی نہیں۔" اس نے جیسے بات ہی ختم کر دی۔

"کیوں آخر کب تک وہاں پڑے رہنے کا ارادہ ہے؟ شاید تم اپنے مقصد کو بھول رہے ہو۔" شاہد کے کہنے پر وہ پھیکا سا مسکرایا۔

"یہاں بہت سکون ہے۔ یہاں میں ہوتا ہوں اور میرے پیاروں کی یادیں۔ میں واپس نہیں آنا چاہتا۔" وہ اپنے انگھوٹے کا ناخن کھرچتا بے بس سا کہہ رہا تھا۔

"وہاں کے لوگ اچھے نہیں ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر اس کے چلے جانے کا غم میرے دل میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ میں وہاں بے چین رہتا ہوں۔" اس کے کہنے پر دوسری طرف سے شاہد کی آواز ابھری۔

"اور کیا یہ تمہیں گوارہ رہے گا کہ عروہ کے مجرم چین سے سانسیں لیتے پھریں۔" میکال نے دانتوں پر دانت جمائے ضبط کرنے کی کوشش کی۔

"کیا تمہیں گوارہ گزرے گا کہ وہ لوگ تمہاری عروہ سے سانسیں چھین کر خود خوشیوں بھری زندگی گزاریں۔ہاں بتاؤ مجھے؟" شاہد نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔تکلیف شدید ہوئی تھی۔

"اگر تو تمہیں اپنے سکون کی خاطر عروہ کے مجرموں کو یوں چھوڑ دینا ٹھیک لگتا ہے تو ٹھیک ہے۔ٹھیک ہے پھر تم رہو وہیں۔اپنے "مقامِ سکون" ہلفیتی میں۔" شاہد کی ہر ایک بات کے ساتھ اس کے دماغ کی نسیں پھولنے لگی تھیں۔

"میں تمہیں اب واقعی کال نہیں کروں گا۔" یہ کہتے ہوئے شاہد نے کھٹاک سے فون بند کر دیا۔

میکال کی موبائل پر گرفت اتنی سخت تھی کہ انگلیوں کی پوریں سفید پڑنے لگیں۔اس نے غصے سے موبائل ساتھ پڑی چھوٹی سی ٹیبل پر پٹکا۔بورڈ دوبارہ اٹھاتے وہ ایک بار پھر تصویر میں رنگ بھرنے لگا تھا۔مگر اب اس کے انداز میں جارحیت سمٹ آئی تھی۔دانتوں پر دانت

بے حد سختی سے جمائے وہ ضبط کے آخری مراحل پر لگتا تھا۔غصے سے اس کے دماغ کی رگ پھڑ پھڑاتی نظر آرہی تھی۔انداز میں اتنی دیوانگی وجارحیت تھی کہ رنگ کینوس سے بہتے فرش پر بھی نقش ونگار بنانے لگے۔

وہ صرف تصویر نہیں بنا رہا تھا وہ اپنی دیوانگی رنگوں کے ذریعے اس کینوس میں انڈیل رہا تھا۔ آدھا گھنٹہ رنگوں سے لڑنے کے بعد بالآخر وہ تصویر تیار تھی۔اس کے ہاتھ باقاعدہ کپکپانے لگے تھے۔برش وہیں چھوٹ کر گر گیا۔اور وہ تھکے ہوئے جنگجو کی مانند گردن ایک طرف کو ڈھلکائے وہ شاہکار دیکھنے لگا۔سامنے ہی کینوس پر رنگوں کے بیچ عروہ کی مسکراتی صورت واضح تھی۔

اس کی آنکھوں میں نمی جگمگائی۔اپنا دائیاں ہاتھ اٹھا کر چہرے کے قریب لایا۔پہلی دو انگلیوں پر وہ آخری لمس اب بھی زندہ تھا۔وہ گہری سانسیں بھرتا اپنی انگلیوں کو لبوں سے چھو گیا۔

چند لمحے بعد وہ کھڑا ہوا۔پینٹنگ اتار کر دیوار کی طرف بڑھا۔اور اسے عین بیچ میں لگا دیا۔اس کمرے کی پوری دیواریوں ہی مختلف تصویروں سے بھری تھی۔اور ان میں عروہ کا وجود واضح تھا۔

یوں ہی چلتے چلتے وہ کمرے کی بائیں دیوار کی جانب آیا۔اس دیوار پر بھی ڈھیروں پینٹنگز تھیں۔ مگر اس میں موجود وجود کسی اور کا تھا۔ حجاب میں لپٹا چہرہ۔ کتنا پر نور تھا وہ چہرہ۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس چہرے کو چھوا۔

"Benim ilk aşkım ve son aşkım."

(میری پہلی محبت اور میری آخری محبت)

وہ دھیرے سے بڑبڑایا۔چند لمحے ان تصویروں کے بیچ کھڑے رہنے کے بعد وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

oooooooooooo

وہ سب ایک فائیو سٹار ہوٹل کے سب سے شاندار ہال روم میں موجود تھے۔آج مقابلے کا دن تھا۔پورے پاکستان سے الگ الگ شیفس آئے تھے۔سب کو اپنی یونیک ڈشز تیار کرنی تھیں۔ہال کے سامنے ہی سٹیج سا بنا تھا۔جہاں ایک میز کے پیچھے تین نامور شیفس بیٹھے تھے۔ اس مقابلے کو دیکھنے کیلئے ہر پارٹسیپنٹ کیفے اور ریستوران کے اپنے ممبرز بھی آئے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دی ڈونیٹ گیلور کی طرف سے شاہد بخاری اپنی بیٹی کو سپورٹ کرنے آئے تھے۔

"سمریز! کیسے ہو بچے؟" شاہد بخاری سمریز کو دیکھتے اس کی طرف بڑھے۔

"میں بالکل ٹھیک۔ آپ سنائیں؟ سمریز بھی خوشدلی سے کہتے ان کے گلے لگا۔

"میں تو ٹھیک ہوں پر تم تو میرے گھر کا چکر ہی نہیں لگاتے۔ صلہ تو آتی جاتی رہتی ہے مگر تم تو شادی کے بعد سے میری طرف آنا ہی چھوڑ چکے ہو۔" شاہد شکوہ کرنے لگے۔

"نہیں بس، کچھ مصروفیات کی وجہ سے نہیں آپایا۔ انشاءاللہ جلدی چکر لگاؤ گا۔" سمریز نے کہا تو سر ہلا دیئے۔

"اچھا ان سے ملو۔ یہ میرا سب سے بہترین دوست، اور میرے ہر راز کا ساتھی ہے۔" یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنے ساتھ کھڑے میکال کی طرف اشارہ کیا۔

شہد رنگ آنکھوں کا عکس نیلے رنگ میں گھلتا چلا گیا۔ سمریز کو لگا جیسے اس کا عکس اس کے سامنے کھڑا ہو۔

"السلام علیکم!" سمریز نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام!" اس نے سلام کا جواب دیا۔

"مل کر خوشی ہوئی۔" سمریز نے تکلفاً کہا۔

"کیا تمہیں لوگوں سے ملنا پسند ہے؟" میکال نے سوال کیا تو وہ اس عجیب سوال پر حیران ہوا۔

"پتہ نہیں یا شاید نہیں۔ مجھے زیادہ لوگوں سے ملنے پسند نہیں۔" سمریز نے صفائی سے کام لیا۔

"تو مطلب تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔ انسان کو خوشی صرف اسی چیز سے ہوتی ہے جو اسے پسند ہو۔ مجھ سے یہ جملہ کہہ کر تم بس تکلف پورا کر رہے ہو۔ جس کی قطعی ضرورت نہیں۔" میکال کے اس عجیب رویے اور باتوں پر وہ الجھن کا شکار ہوا۔

"یہ تکلفات اخلاق کے دائرے میں آتے ہیں ڈاکٹر۔ اور میں اخلاق کے ہر دائرے میں رہنا پسند کرتا ہوں۔" سمریز کے جواب پر میکال ہنس دیا۔

"یہ دائرے تمہیں تھکا دیں گے۔ تم بس اس دائرے میں رہو جو تمہیں کمفرٹ دے۔" میکال کی بات پر سمریز بھی ہنس دیا پھر اثبات میں سر ہلانے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور مجھے اخلاق کے دائرے کمفرٹ دیتے ہیں۔ان دائروں سے باہر صرف غرور ہوتا ہے۔ اور وہ تو آپ نے سنا ہی ہو گا نا کہ غرور کا سر ہمیشہ نیچا ہی ہوتا ہے۔" پھر وہ دونوں ہنس دیے۔ یوں لگا جیسے سارا شہد سمندر میں سمٹ گیا ہو۔

کچھ دیر بعد سمریزان سے اجازت لیتا دوسری طرف نکل گیا۔وہ یہاں ایک مقصد سے آیا تھا اور اس کا مکمل ہونا بہت ضروری تھا۔

oooooooooooooo

مجھے لگا نہیں تھا کہ تم واقعی واپس آجاؤ گے۔شاہد نے کچھ دیر بعد میکال سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

ان کی بات پر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں اپنی عروہ کو تو نہیں بچا سکا مگر بہت سی ایسی عروہ ہیں جنھیں ہم بچا سکتے ہیں اور ہم بچائیں گے شاہد صاحب۔" ایک عزم تھا اس کے انداز میں۔

"ہاں بالکل، ہم بچائیں گے۔" شاہد نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نہیں چاہتا کہ میری عروہ کی طرح اور لڑکیوں کی زندگی تباہ ہو۔بہت لمبا سفر ہے یہ۔ بہت لوگوں کو انجام تک پہنچانا ہے ابھی۔" وہ سامنے کی طرف کسی کو گھورتا کہہ رہا تھا۔شاہد نے اس کی نگاہوں کی سمت میں دیکھا۔سامنے موجود شخص کو دیکھ وہ سر اثبات میں ہلا گئے۔

"اور ایک کی باری قریب ہے بہت۔" شاہد نے اس کی بات میں اضافہ کیا۔

oooooooooooooooooo

کمپیٹیشن سٹارٹ ہونے میں صرف چند ہی منٹ باقی تھے۔صلہ، مریم اور میرب تینوں ہی ایک ٹیبل کے پیچھے کھڑی تھیں۔سامنے ہی ٹیبل پر دی ڈونیٹ گیلور کی تختی لگی تھی۔یوں ہی ان کے ساتھ اور سامنے کافی ساری ٹیبلز موجود تھیں اور ان سب کے سامنے ہی ان کے ریسٹورنٹس، کیفیز وغیرہ کے نام کی تختی لگی تھی۔

سمریز نے پہلے ہی ان لوگوں سے سیکیورٹی کنسرنس کو لے کر بات کر لی تھی۔بیک سائیڈ پر پولیس کی پوری فوج تیار تھی۔جونی اور جمی دونوں ہی ہوٹل کے ایک روم میں سیٹ اپ لگائے بیٹھے تھے۔

کمپیٹیشن سٹارٹ ہوا۔

صلہ نے اس بار اپنے سب سے فیمس ڈونیٹ بلیک روز ڈونیٹ بنانے کا سوچا تھا۔ وہ تینوں ہی اپنے کاموں میں جت گئیں۔ انہیں تین الگ الگ ڈشز بنانی تھی۔

"ازایوری تھنگ اوکے اون یور سائیڈ؟ سمریز، تابش اور صائم سمیت مزید تین چار پولیس آفیسرز وہاں ہال میں موجود تھے۔ بلیک ڈنر سوٹ میں انھیں دیکھ کر کوئی بھی نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ پولیس والے تھے۔

"یس سر۔ ایوری تھنگ از آل رائٹ۔" صائم اپنے کان میں لگے آلے کو ہلکے سے کان میں دباتے ہوئے بڑبڑایا۔

"گڈ۔ اینڈ فرام یور سائڈ تابش؟" وہ تابش سے مخاطب ہوتا آگے بڑھتا گیا۔

ایک گھنٹہ ہونے کو تھا۔ ہر چیز نارمل تھی۔ کہیں کوئی گڑبڑ کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

"صرف ایک گھنٹہ باقی ہے آپ سب کے پاس۔" ہاسٹ نے اناؤنس کیا۔ سب جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگے۔ اسی اثنا میں سمریز کا فون رنگ ہوا۔ اس نے کال اٹینڈ کی اور کان سے لگایا۔

"پلیز پلیز میری مدد کریں۔ میں میں یہاں پھنس گئی ہوں۔ پلیز میں جانتی ہوں آپ پولیس سے ہیں۔ پلیز مدد کریں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فون سے پریشان سی آواز ابھری تھی۔ کسی کے رونے کی آواز۔ مدد کیلئے پکار کی۔

"ہیلو۔ کہاں ہیں آپ؟ اپنا ایڈریس بتائیں۔" اس نے پوچھنا چاہا مگر دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔

"ہیلو۔ آپ سن رہی ہیں مجھے؟ ہیلو۔" وہ مسلسل پکار رہا تھا۔ پھر یکدم ہی آواز دوبارہ آنے لگی۔

وہ سگنل ایشو سمجھ کر اس ہال روم سے باہر نکل آیا۔ تابش نے اسے باہر جاتے دیکھا پھر اپنے کام میں جت گیا۔ سگنل کیچ کرنے کے چکر میں وہ سڑک کی طرف بڑھ آیا۔

وہ لڑکی اس کی سنے بنا اپنا بولتی گئی۔ اور وہ پریشان سا اس سے ایڈریس پوچھتا رہا۔

ہال روم کی لائٹس اچانک اوف ہوئی تھیں۔ سب لوگ چونک اٹھے اور ڈنر سوٹ میں ملبوس پولیس آفیسرز فوراً الرٹ ہوئے۔ سب ہی سمریز کی کال کے انتظار میں تھے۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو صائم نے کان میں لگا آلہ دباتے ہوئے اسے پکارا۔

"اینی آرڈر سر؟" جواب ندارد۔

"سر؟ کیا آپ مجھے سن سکتے ہیں؟ ازایوری تھنگ اوکے؟" صرف خاموشی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب صائم نے باقی پولیس آفیسرز سے رابطہ کیا۔

"سر میں نے کچھ دیر پہلے سمریز سر کو باہر جاتے دیکھا تھا۔ شاید کوئی پرابلم ہوئی ہو۔" تابش کے بتانے پر صائم نے اسے سمریز کے پیچھے جانے کا کہا۔

ہر کوئی اپنی جگہ الرٹ تھا۔ سمریز کی غیر موجودگی میں وہ ان سب کو آرڈر دینے لگا۔

روم نمبر 104 میں بیٹھے جونی جمی بھی الرٹ ہوئے تھے۔ کمپیوٹر پر انگلیاں چلاتے وہ اپنے کام میں جت گئے۔ سی سی ٹی وی کیمروں کو ہیک ہونے سے بچانا تھا اور فی الحال اس چیز میں کامیاب ہو رہے تھے۔

لائٹ آف ہونے سے ہڑبڑی سی مچی تھی۔ بڑی شخصیات کو وہاں سے لے جانا چاہا مگر تب ہی وہ موسیقی ہوا میں پھیلتا دہشت طاری کر گیا۔

Bella ciao, Bella ciao

Bella ciao, Bella ciao

In questo mondo di lacrime

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

Lo t'ho cercata

صحیح معنوں میں سب کے رونگھٹے کھڑے ہوئے تھے۔صلہ نے عالیان کو اپنے بازؤں میں چھپانا چاہا جو اس ہڑبڑی میں رونے لگا تھا۔مریم اور میرب اسے بہلانے لگیں مگر دل ان کے بھی خوف سے سکڑ رہے تھے۔

ناجانے کس کی باری تھی آج؟ناجانے کس کو بے قصور مارے جانا تھا۔

اندھیرا ہال میں ایک سپاٹ لائٹ اون ہوئی۔ہر کسی کی نگاہ خوف سے اس طرف کو اٹھی۔

"علی ریحان۔"سب کے لبوں سے اس کا نام سرگوشی کی مانند نکلا۔وہ ایک نامور شیف تھا۔اور اس کمپیٹیشن کا جج بھی۔پولیس آفیسرز اس کی طرف بڑھے تاکہ اسے گھیرے میں لے کر دفاع کر سکیں۔کیونکہ وہاں نا تو کوئی شخص داخل ہوتا دکھائی دیا تھا اور نہ ہی اب تک کوئی آثار دکھے تھے۔حملہ کہیں سے بھی ہو سکتا تھا۔وہ شیف ڈر کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

تبھی وہ چاقو ہوا میں گھومتا اپنے نشانے پر جا لگا۔عین شہ رگ پر مگر علی ریحان کی نہیں۔

علی منصور کی شہہ رگ پر۔ایک دل خراش چیخ کے ساتھ وہ اسی وقت زمین بوس ہوا تھا۔صلہ نے عالیان کو اپنے بازوؤں میں بھر کر اس کا چہرہ چھپالیا۔دھڑکتے دل کے ساتھ وہ خود بھی آنکھیں میچ گئی تھی۔

کچھ پولیس آفیسرز علی منصور کی طرف بڑھے تو کچھ اس طرف جہاں سے چاقو آیا تھا۔مگر ہر چیز کلئیر تھی۔نا کوئی بندہ نا بندے کی ذات۔کچھ بھی نہیں۔کمپیٹیشن وہیں رک گیا۔لوگ پریشان حال سے اپنے گھروں کو لوٹنے لگے۔پولیس انوسٹیگیشن میں لگی تھی۔صلہ عالیان کو لیے شاہد بخاری کے ہمراہ ان ہی کے گھر آگئی تھی۔عالیان بہت زیادہ ڈر گیا تھا۔

تابش نے سمریز کو ہر جگہ ڈھونڈ لیا۔تقریباً دو گھنٹے بعد جب وہ واپس ہال کی طرف بڑھنے لگا تو اسے سمریز گاڑی میں بیٹھا دکھائی دیا۔

"سر!" وہ اسے پکارتا اس طرف بڑھا۔

سمریز سٹیرئینگ پر سر ٹکائے ہوئے تھا۔

"سر؟آپ ٹھیک ہیں؟سمریز سر؟"تابش نے گاڑی کی کھلی کھڑکی سے اسے ہلایا۔سمریز نے چونک کر سر اٹھایا۔

"سر! آپ یہاں پر ہیں؟ سب ٹھیک ہے نا؟ آپ تقریب بیچ میں چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟ تابش پے در پے سوال کرنے لگا۔ سمریز خاموشی سے آنکھیں موند کر خود کو پر سکون کرنے لگا۔ پھر سیٹ کی پشت پر سر ٹکا گیا۔

"اس بار بھی نہیں پکڑ سکے نا ہم اسے۔" اس کی آواز ہارے ہوئے سپاہی جیسی تھی۔

"اس بار بھی وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا۔" وہ پھر سے بڑبڑایا تھا۔

"سر وہ جلد ہی پکڑا جائے گا۔ آپ دل چھوٹا مت کریں۔" تابش نے اسے سمجھانا چاہا۔

"مجھے لگتا ہے میری ساری عمر اسی کو پکڑنے میں لگ جائے گی۔ مگر پھر بھی شاید ناکام ٹھہروں۔" اس نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔ تابش اسے فکر مند نگاہوں سے دیکھتا رہ گیا۔ یہ رات بھی یوں ہی کٹ گئی۔ ناکام سی، اندھیر سی۔

oooooooooooooo

دسمبر 2024

(رات 4:45 منٹ)

یہ منظر ہے سردیوں کی ایک سرد و تاریک رات کا۔آسمان پر ماہ کامل ستاروں کے جھرمٹ میں اپنی روشنی بکھیرنے میں کوشاں تھا مگر دھند اور رات کی سیاہی اس کی چمک کو زمین پر آنے سے روکنے میں مصروف تھی۔

ایسے میں زمین پر تقریباً تمام گھروں پر بھی تاریکی کا راج تھا۔چند ایک گھر یا سڑکوں کی کچھ روشنیاں اس اندھیرے کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔انہی کچھ مقابلہ آوروں میں کسی سرکاری عمارت کی روشنیاں بھی شامل تھیں۔

اس سرکاری عمارت کی تیسری کھڑکی سے روشنی میں کسی کا عکس نمایاں ہو رہا تھا۔

اگر قریب جا کر دیکھو تو کھڑکی کا ایک پٹ ہلکا سا کھلا ہوا تھا۔اگر اس ہلکے کھلے پٹ سے آنکھ لگا کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ کوئی شخص کھڑکی کی طرف پیٹھ کیے میز پر دونوں کہنیاں ٹکائے کرسی پر بیٹھا فائلوں کی ورق گردانی میں مصروف ہے۔

اپنے ہاتھ میں موجود قلم کو اپنی انگلیوں میں گھماتے ہوئے کچھ سوچنے میں مصروف۔

اگر سامنے سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی 28 سے 29 برس کا اچھی شکل و صورت کا حامل شخص تھا ماتھے پر بکھرے گھنے سیاہ رنگ بال اور تیزی سے فائل پر نگاہ دوڑاتی پرکشش شہد رنگ مگر سرد و سنجیدہ آنکھیں جو اس کی شخصیت کو کافی رعب دار بناتی تھیں۔

اس مرد کے تاثرات اس سرد اور ٹھنڈی رات سے بھی زیادہ سرد معلوم ہوتے تھے جیسے کہ سالوں سے اس چہرے پر شاید ہی کبھی کسی نے مسکراہٹ دیکھی ہو۔

اتنے میں اس آفس روم کے دروازے پر دستک ہوئی۔

سنجیدہ تاثرات والا مرد اپنی شہد رنگ سرد آنکھیں اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا۔

چہرے کے سرد تاثرات کو دیکھ کر یہ بتانا مشکل ہو گیا کہ یہ آنکھیں زیادہ سرد ہیں یا اس کے چہرے کے تاثرات۔

اس کی طرف سے اجازت ملنے پر وردی میں ملبوس 40،42 برس کا ایک شخص اندر داخل ہوا اور کچھ بات کر کے واپس چلا گیا اور سنجیدہ تاثرات والا مرد ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

مشکل سے پانچ سے دس منٹ گزرے تھے کہ اس سنجیدہ تاثرات والے مرد کو اپنی گردن کی پشت پر کچھ چبھن کا احساس ہوا اور اس چبھن کے احساس سے اس نے اپنی گردن کی پشت پر ہاتھ لگا کر معائنہ کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

وہ اس چبھن کو کسی مچھر یا کیڑے کا کاٹنا سمجھ کر ایک بار پھر فائلوں کا معائنہ کرنے لگا مگر یہ کیا۔۔۔اس بار اس کی بصارت دھندلا سی گئی تھی۔

اس نے نظر اٹھا کر آس پاس دیکھا اس کا سر چکرانے لگا پورا کمرہ نظروں کے سامنے گھومنے لگا.

سر میں شدید درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں اور اتنی بڑھ گئیں کہ اس نے ہاتھ میں موجود قلم کو چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔

کچھ دیر ایسے ہی سر تھامے بیٹھے رہنے کے بعد جب درد میں کچھ کمی آئی تو اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔

اب ان سرد اور سنجیدہ آنکھوں میں سفاکیت بھی شامل تھی۔یہ سفاک و سرد آنکھیں سامنے دیوار کو بغور دیکھ رہی تھیں مگر دراصل وہ اپنے دماغ میں بجتے عجیب سے موسیقی کے لیرکس پر غور کر رہی تھیں۔

عجیب سا، سرد سا موسیقی جو آہستہ آہستہ اس کے دماغ کو ماؤف کر رہا تھا اور پھر یکدم ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ان سرد و سفاک آنکھوں کو سیدھ میں جما کر رکھتے ہوئے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عجیب سے تاثرات چہرے پر سجائے وہ راہداری سے ہوتا ہوا عمارت کے برآمدے تک پہنچا۔

راستے میں ایک شخص نے اس کی طرف بڑھ کر اس سے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر وہ بنا جواب دیئے یونہی بڑھتا چلا گیا۔

سرکاری عمارت کے برآمدے سے صحن میں پھیلی تین سیڑھیوں کے پہلے سٹیپ پر اسے ایک چاقو پڑا نظر آیا اس نے لاشعوری طور پر اس چاقو کو اٹھا کر اپنی وردی کی جیب میں رکھ لیا۔

اس چاقو کے ہینڈل پر کچھ چمکا تھا۔ غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک چہرا تھا ایک ڈھانچے کا ہڈیوں بھرا چہرا جو کہ اس چاقو کے ہینڈل پر چاندی سے رنگ کا بنا ہوا تھا۔

اس نے سیڑھیوں کے سٹیپ سے نیچے اترتے ہوئے صحن میں قدم رکھا۔

سرد اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس سے ٹکرائے۔

بال اڑ اڑ کر اس کے ماتھے پر بکھرنے لگے۔

تب ہی فضا میں کچھ آوازیں گونجنے لگیں ایک کے بعد دوسری آواز پھر تیسری آواز اور پھر تمام عالم ایک ہی آواز سے گونج اٹھا۔

اللہ اکبر، اللہ اکبر

یکدم ہی ٹھنڈی ہوا کے گھیرے میں چلتے ہوئے اسکے قدم ڈگمگا سے گ ئے۔

وہ موسیقی جو اس کے دماغ کو ماؤف کر رہا تھا ایک دم سے جیسے تھم سا گیا۔

مگر اس نے خود کو سنبھال کر ایک بار پھر قدم آگے بڑھائے۔

اور صحن کو پار کر کے مین گیٹ سے باہر نکل گیا وہاں سامنے ہی ایک بلیک رولز رویس کھڑی ہوئی تھی۔ تبھی ایک اور بار آسمانوں میں آواز گونجی۔

اشھد اللہ الٰہ اللہ

وہ چلتا ہوا رولز رویس تک پہنچا اور اسے کھولنے کی نیت سے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا ۔ایک بار پھر اذان کی آواز گونجی۔

اشھد اللہ الٰہ اللہ

اور اس بار اس کا ہاتھ بھی کانپ سا گیا۔

اس کے دماغ میں گونجتے موسیقی کے الفاظ آپس میں گڈ مڈ ہونے لگے۔

اس نے اپنا ہاتھ ہینڈل سے اٹھا کر ایک بار پھر اپنا سر تھام لیا۔۔۔۔پورا دماغ اور منظر چکرانے لگا۔۔۔سب دھندلانے لگا۔۔۔۔۔آہستہ آہستہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا

دماغ کے کسی کونے میں اب بھی اذان کی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اشھدان محمد رسول اللہ،

اشھدان محمد رسول اللہ،

اور پھر دماغ کے اس کونے سے بھی ہر آواز ختم ہو گئی۔

ہاں اس عجیب سے سرد سے میوزک کی آواز بھی۔

جانتے ہیں اس عجیب و سرد سے میوزک کے لیرکس کیا تھے۔وہ یہ تھے۔

Italian:

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

Bella ciao, Bella ciao

Bella ciao, Bella ciao

In questo mondo di lacrime

Lo t'ho cercata

English:

Good bye, beautiful, good bye

Good bye, beautiful, good bye

In this world of tears

I have looked for you

oooooooooooooo

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سردیوں کی ہلکی سی دھوپ نے اس کے چہرے پر بوسہ دیا۔روشنی اس کی آنکھوں پر پڑتی اس کی نیند میں خلل ڈال گئی۔آہستہ آہستہ دماغ بیدار ہوا تو اس نے خود کو ایک سڑک پر لیٹے پایا۔ وہ نیند میں آس پاس دیکھتا اٹھ بیٹھا۔سامنے ہی تھانے کی بڑی سی عمارت کھڑی تھی۔

وہ نا سمجھی سے اِدھر اُدھر دیکھتا کھڑا ہوا۔وہ وردی سے گرد جھاڑتا کسی سوچ میں مبتلا لگتا تھا۔وہ یہاں اس سڑک پر کب کیسے پہنچا کچھ یاد نہیں تھا۔وہ اسی سوچ میں گم اندر کی جانب بڑھا۔

صبح صبح صرف دو سے تین پولیس اہلکار ہی تھانے میں موجود تھے۔اسے اتنی صبح اندر آتا دیکھ رحیم بخش اس کی جانب بڑھا۔

السلام علیکم سر!رحیم بخش نے فوراً سے اٹھ کر اسے سلام کیا۔سمریز کی بکھری سی حالت پر وہ بھی تھوڑا حیران ہوا۔

سمریز بنا جواب دیے اپنے آفس روم کی طرف بڑھا۔اپنے روم میں پہنچ کر وہ کرسی پر آ بیٹھا۔ سامنے ہی فائلز بکھری ہوئی تھیں۔وہ ان فائلوں پر ہاتھ پھیرتا کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔

یکایک اس نے انٹر کام اٹھایا اور رحیم بخش کو اندر آنے کا کہا۔

"یس سر؟"رحیم بخش نے اندر آتے ہی ادب سے پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں کل رات کب تھانے سے گیا تھا؟" سمریز کے سوال پر رحیم بخش کے ذہن میں کل کا منظر گھوما۔

سر کل رات نہیں آپ آج صبح فجر کی اذانوں کے قریب تھانے سے نکلے تھے۔ رحیم بخش کو یاد آیا کہ اس نے سمریز سے کچھ کہنا چاہا تھا پر وہ بنا جواب دیے ہی چلا گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔" اس کے حکم پر رحیم بخش وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے وہ کنپٹی سہلاتے فون پر کسی کو کال ملانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کال اٹھالی گئی۔

"السلام علیکم سر۔" فون میں سے تابش کی آواز گونجی تھی۔

"تابش! تم نے ایک بار کہا تھا نا کہ تم مجھے سنو گے۔" گلے میں گلٹی سی ابھری تھی۔ "بنا جج کیے۔" ایک ہاتھ سے کنپٹی سہلاتے بات مکمل کی۔

"جی سر بالکل یاد ہے۔ پر آپ ٹھیک ہیں؟" تابش نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔ اسے وہ آواز سے کچھ پریشان لگ رہا تھا۔

"تابش وہیں تھانے کے گراؤنڈ میں آدھے گھنٹے بعد۔" سمریز نے اتنا کہہ کر کال رکھ دی۔

دوسری طرف تابش پریشان سا جلدی جلدی تھانے پہنچنے کی تیاری کرنے لگا۔

oooooooooooooooo

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ گراؤنڈ میں موجود تھا۔ سمریز پہلے سے ہی اس بنچ پر بیٹھا محوِ انتظار تھا۔ تابش خاموشی سے اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

"تابش کمال تم وہ واحد انسان ہو جس سے میں نے اپنے دل کی ہر بات کہی ہے۔ جس سے میں نے اپنے ماضی کی تلخ یادیں شئیر کی ہیں۔" اتنا کہتے ہوئے اس نے گردن موڑ کر تابش کو دیکھا۔ وہ الجھا ہوا سا اس کی بات سن رہا تھا۔

"میں آج تم سے ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں۔ امید ہے تم بنا جج کیے سنو گے۔" آنکھوں میں فریاد تھی۔

"جی سر بالکل۔ آپ مجھ سے کوئی بھی بات کہہ سکتے ہیں۔" اس نے یقین دلایا۔

"تابش میں کافی وقت سے ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہوں۔ میں نہیں جانتا سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا۔ مجھے سچ میں کچھ معلوم نہیں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔" وہ جیسے کچھ کہنے کو الفاظ جمع کر رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مگر کہیں نا کہیں مجھے لگتا ہے کہ انجانے میں مجھ سے کچھ غلط ہو رہا ہے۔" سمریز کی باتوں پر تابش الجھنے لگا۔

سر کیا غلط؟ آپ کھل کر کہیں جو بھی بات ہے۔" سمریز سر ہلاتا پورا اس کی طرف مڑا۔

"تابش کل رات میں فجر کی اذانوں کے قریب تھانے سے نکلا تھا۔ پتہ نہیں کیوں جبکہ میرا ارادہ رات بھر تھانے میں رک کر فائل سٹڈی کرنے کا تھا۔ پھر بھی میں وہاں سے نکل گیا۔ اور سونے پر سہاگہ مجھے کچھ یاد بھی نہیں اس بارے میں۔" تابش خاموشی سے اسے سنتا رہا۔

"یہ سب میں نے رحیم بخش سے پوچھا ہے۔ اسی نے بتایا کہ میں فجر کے وقت تھانے سے نکلا تھا۔ اب میں تھانے سے نکلا تو مجھے گھر جانا چاہیے تھا مگر میں۔" اتنا کہہ کر وہ ہونٹ کاٹنے لگا۔ تابش منتظر سا بیٹھا اسے دیکھے گیا۔

"تابش میں گھر گیا ہی نہیں۔ صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں باہر سڑک پر گرا ہوا تھا۔" اس بار سمریز کی بات پر تابش واقعی حیران ہوا۔

"سڑک پر۔" اس نے جیسے بے یقینی سے پوچھا۔

"ہاں تابش۔مجھے سمجھ نہیں آرہی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟میں تو گھر جانا بھی نہیں چاہتا تھا پھر بھی پتا نہیں کیوں گھر کیلئے نکل گیا۔اور پھر مجھے کچھ یاد بھی نہیں کہ کل رات میرے ساتھ کیا ہوا؟"اس کی آواز میں الجھن کے ساتھ ساتھ تکان بھی تھی۔اکیلے لڑتے لڑتے وہ تھک چکا تھا۔

"اور جانتے ہو صرف کل رات ہی نہیں اس سے پہلے بھی بہت بار میرے ساتھ ایسا ہو چکا ہے۔میں غیر ارادی طور پر کہاں سے کہاں چلا جاتا ہوں۔سپورٹس گالا والے دن بھی مجھے نہیں معلوم میں کب،کیسے وہاں سے نکل گیا۔اور پھر گھر کیسے پہنچا کچھ بھی یاد نہیں۔

اس کے بعد کمپہ یٹیشن والی رات بھی مجھے ایک کال آئی اور اس کے بعد مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں واپس ہال کیوں نہیں آیا۔"اسی کے ساتھ اس نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا۔وہ جب بھی سوچنے کی کوشش کرتا تھا سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگتیں۔

"اور صرف یہ ہی نہیں تابش۔ہر دفعہ اس سب کے بعد جب میں اپنے حواسوں میں لوٹتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور قتل ہو چکا ہے۔تابش مجھے لگتا ہے یہ سب کہیں نا کہیں ملا ہوا ہے۔کچھ،کچھ بہت بڑی گڑ بڑ ہے تابش۔"وہ بے حد پریشان تھا۔

"جی سر گڑبڑ تو لگ رہی ہے۔ سر جب آپ واپس ہوش میں آتے ہیں تو آپ کو ایک خاص ٹائم لمٹ کا سب کچھ بھول جاتا ہے۔ تو سر آپ کو آخری بات کونسی یاد ہوتی ہے؟ کچھ الگ محسوس ہوا ہو؟ کچھ عجیب؟" تابش کے پوچھنے پر وہ سوچ میں پڑ گیا۔

"سپورٹس گالا پر جب میں ہوش میں آیا تو مجھے صرف یہ یاد تھا کہ میں وہاں دوڑ رہا تھا۔" تابش کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تو سر آپ وہاں دوڑتے ہوئے گر گئے تھے۔ کیا آپ کو وہ بھی یاد نہیں؟ سمریز نے نفی میں سر ہلایا۔

"بالکل بھی نہیں۔"

"اور سر اس کمپیٹیشن والی رات کیا ہوا تھا؟" تابش نے سوال پوچھا۔

"تب مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ مجھے ایک کال آئی تھی۔ ایک ان ناؤن نمبر سے۔ سگنل ایشو کی وجہ سے میں ہال روم سے باہر چلا گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا کیا نہیں؟ کچھ معلوم نہیں۔ جب ہوش آیا تو میں اپنی گاڑی میں تھا۔ جہاں تم مجھے ڈھونڈتے ہوئے پہنچے تھے۔" اس کی بات سن کر تابش ہونٹ کاٹتا رہ گیا۔ یہ سب باتیں عقل سے پرے تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سر اگر ہم کل رات کی فوٹیج چیک کریں۔ کیا پتہ کچھ معلوم ہو جائے؟" تابش کے مشورے پر وہ اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔ میرے آفس روم کے فوٹیج سے شروعات کرتے ہیں۔" تابش اثبات میں سر ہلا گیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سمریز کا کندھا تھپکا۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔ سمریز گہری سانس بھرتا کھڑا ہوا۔ تابش بھی اس کے ساتھ اٹھا تھا۔ دونوں کے قدم سمریز کے آفس روم کی جانب تھے۔

oooooooooooooooo

سمریز معمول کی طرح دیر سے گھر آیا تھا۔ سست قدموں سے چلتے ہوئے وہ صوفے پر آ بیٹھا۔ پورا لاؤنج اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ پشت سے ٹیک لگائے دو انگلیوں سے آنکھیں مسلنے لگا۔ تبھی اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے یکایک نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

بیڈ روم سے نکلتی صلہ بھی اسے بیٹھا دیکھ ٹھٹکی تھی۔ پھر بنا کچھ بولے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ شاید پانی پینے آئی تھی۔

وہ ابھی واپس کمرے کی جانب بڑھتی کے سمریز کی آواز سے اس کے قدم تھم گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"عالیان کی طبیعت اب کیسی ہے؟"اس نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔

"اب کافی بہتر ہے۔آج بخار بھی نہیں ہوا شکر ہے۔"صلہ نے عام سے لہجے میں کہا اور جانے لگی۔

"اور تم؟"اس کے قدم ایک بار پھر ٹھہر گئے۔سمریز کے سوال پر اس کے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ سجا کر اس نے سمریز کو دیکھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔بھلا مجھے کیا ہونا؟" تلخی سے بھرپور،روکھا سا لہجہ۔مگر پھر وہ ٹھٹھک گئی۔

سمریز کی آنکھوں میں نمی جگمگاتی نظر آئی۔صلہ کے ماتھے پر الجھن سے چند بل نمایاں ہوئے۔

"تم،ٹھیک ہو؟"وہ خود کو یہ سوال پوچھنے سے روک نہ سکی۔قدم آہستہ سے اس کی طرف بڑھائے۔

چاہے کچھ بھی ہو پر سامنے بیٹھا شخص اس کی محبت تھا۔وہ چاہ کر بھی اس سے بیگانہ نہیں ہو سکتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سمریز اسے اپنی جانب آتا دیکھتا رہا۔ پھر اس نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا ہوا ہے؟ سب ٹھیک تو ہے؟" صلہ کو اب واقعی پریشانی گھیرنے لگی۔ سمریز کو اپنا گلہ بھاری ہوتا محسوس ہوا۔

صلہ اس کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھی۔ سمریز ہونٹ کاٹتا کچھ کہنے کی سعی کرنے لگا۔ الفاظ نمی کی صورت آنکھوں سے بہنے کو تیار تھے۔

"سمریز؟" صلہ نے اس کا نام پکارا۔ فکر مندی سے، محبت سے۔ سمریز نے اپنی نم آنکھوں سے اس کی فکر مند نگاہوں میں دیکھا اور بس۔

بس وہیں وہ اپنا ضبط کھو بیٹھا۔ اگلے ہی لمحے وہ صلہ کے کندھے سے لگ کر رو دیا۔ ایک لمحے کیلئے صلہ کا دل تھم سا گیا۔

وہ شخص جو اس کی محبت تھا وہ آج پوری دنیا سے ہار کر اس کے کندھے سے لگا رو رہا تھا۔ صلہ کی آنکھوں میں خود بخود آنسو جمع ہو گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے پہلی بار کسی مرد کو یوں روتے دیکھا تھا۔وہ اسے کس طرح تسلی دے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔وہ نا جانے کتنی دیر اس کے کندھے سے لگا سسکتا رہا۔اور وہ خاموشی سے عجیب سی کشمکش میں مبتلا اس کی کمر سہلاتی رہی۔

"کیا ہوا ہے سمریز؟ کچھ بتاؤ پلیز۔مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔"جب اس کے سسکنے میں کچھ کمی آئی تو صلہ نے دھیمے سے پوچھا۔

سمریز اس کے کندھے پر سر ٹکائے ضبط سے آنکھیں میچ گیا۔

"صلہ!اس کی آواز بے حد مدھم تھی۔اگر وہ اس کے قریب نا ہوتا تو شاید صلہ کو اس کی آواز سنائی بھی نا دیتی۔

"صلہ تم جاننا چاہو گی میں کل گھر کیوں نہیں آیا؟"وہ ایک بار پھر ہلکی آواز میں بولا۔

"ہاں۔"صلہ نے فوراً جواب دیا۔ایک ہاتھ سے وہ اس کا بازو سہلا رہی تھی۔وہ اسے پر سکون کرنا چاہ رہی تھی۔

"صلہ میں۔اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔الفاظ جمع کیے اور پھر دوبارہ بولنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیسے یہ سب بتاؤں؟ صلہ مجھے خود یقین نہیں آرہا کہ میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟" ایک بار پھر اس کی ہچکی بندھنے لگی۔ پھر انہی ہچکیوں کے بیچ وہ اسے ساری روداد سنا گیا۔

جاننا چاہو گے کہ آخر ایسا کیا ہوا تو آؤ پھر۔ اس کے الفاظوں میں ڈوب کر اس منظر کو نگاہوں میں اتارتے ہیں۔

اپنی آفس چیئر پر بیٹھا سمریز اور اس کے سامنے ہی لیپ ٹاپ پر سی۔ سی۔ ٹی۔ وی فوٹیج آن کرتا تابش۔

"سر یہ فجر سے آدھا گھنٹہ پہلے کی ریکارڈنگ ہے۔ جب آپ اپنے روم میں فائلز دیکھ رہے تھے"۔ تابش نے اسے مطلع کیا اور ریکارڈنگ سٹارٹ کی۔

کچھ لمحو بعد ہی ریکارڈنگ میں موجود سمریز نے اپنی گردن کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ درد کی وجہ سے اس کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔ اس نے اپنی گردن کا معائنہ کیا مگر پھر بے سود دوبارہ فائلوں پر جھک گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سیدھ میں دیکھنے لگا۔ پھر اپنی کرسی سے کھڑا ہوا اور روم سے باہر نکل گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سر اس ویڈیو میں آپ نے صرف ایک موومنٹ کی ہے۔اپنی گردن کی پشت پر ہاتھ پھیرا ہے۔ناتو کوئی کال آئی اور ناکچھ اور پھر آپ، باہر کیوں چلے گئے؟"تابش کی بات پر سمریز خاموش رہا۔

"اگلی ریکارڈنگ چلاؤ۔آگے کیا ہوا؟"اس کے آرڈر پر تابش نے اگلی ویڈیو سٹارٹ کی۔

وہ تھانے کی راہداری سے گزرتا جارہا تھا۔چہرہ ہر تاثر سے پاک تھا۔رحیم بخش نے آکر اس سے کچھ کہا تھا مگر وہ بنا جواب دیے آگے بڑھتا گیا۔یہاں تک کے اس نے اس کی جانب نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھی۔

اس کے بعد تابش نے اگلی ریکارڈنگ سٹارٹ کی۔اس میں وہ برآمدے سے صحن کی جانب جاتا دکھائی دیا۔

یکایک وہ پہلی سیڑھی پر رکا تھا۔نیچے کی جانب جھکا اور وہاں پڑی ایک چیز اچک لی۔ریکارڈنگ کو دیکھتا سمریز اپنی کرسی پر سیدھا ہو بیٹھا۔

وہ چیز اٹھا کر اب وہ جیب میں ڈال رہا تھا۔

"روکو۔"سمریز کے کہنے پر تابش نے فوراً ریکارڈنگ روک دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زوم کرو۔یہ کیا چیز اٹھائی ہے ابھی میں نے؟"تابش نے سکرین کو اس چیز پر زوم کیا۔اگلے ہی لمحے دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

سامنے وہ چاندی رنگ کا چاقو چاند کی روشنی میں چمکتا دکھائی دیا۔ان دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"یہ،یہ چاقو یہاں کیسے اور،اور میں نے اسے کیوں اٹھایا ہے بھلا؟"سمریز کے الفاظ حلق میں اٹکنے لگے۔دل ذہن میں آئے گمان کو جھٹلانا چاہ رہا تھا۔سامنے موجود حقیقت بے انتہا تلخ تھی۔

تابش خود پریشان سا سکرین کو تکتا رہا۔

"سر آگے دیکھتے ہیں۔"اتنا کہہ کر تابش نے آگے کی ریکارڈنگ سٹارٹ کی۔

ریکارڈنگ میں سمریز اب برآمدے کی سیڑھیاں اترتا صحن میں قدم رکھ گیا تھا۔اگلی ریکارڈنگ سڑک کی تھی۔تھانے سے باہر سڑک پر ایک بلیک رولز رویس کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔سمریز اس کی طرف بڑھا۔اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔جیسے ہی اس نے رولز رویس کی فرنٹ سیٹ کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا وہیں اس کے قدم ایک بار پھر لڑکھڑائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آنکھیں زور سے میچے وہ اپنا سر تھام گیا۔ایسے جیسے اس کے سر میں شدید درد ہونے لگا ہو۔ کیوں؟ کوئی نہیں جانتا تھا۔

چند لمحے یوں ہی دکھتے سر اور لڑکھڑاتے قدموں سے لڑتے وہ بالآخر ہار گیا۔اگلے پل وہ اپنے پورے قد کے ساتھ زمین بوس ہوا تھا۔

انہوں نے پوری ریکارڈنگ دیکھ ڈالی مگر سمریز اب بھی اپنی جیب میں رکھے اس چاقو پر اٹکا تھا۔تابش نے اس کی بے خیالی واضح محسوس کی تھی۔جو کچھ انہوں نے دیکھا اس سے ایک تلخ حقیقت واضح ہو رہی تھی۔تابش جانتا تھا کہ سمریز کیلئے اسے ہضم کرنا مشکل ہے۔

"سر میں آگے کی ریکارڈنگ دیکھتا ہوں۔آخر رات کے کسی پہر کوئی تو اسے واپس لے جانے آئے گا نا۔میں دیکھتا ہوں کون آتا ہے۔"تابش نے اسے کچھ سپیس دینا چاہی۔اسی لیے وہ یہ کہتا لیپ ٹاپ اٹھانے لگا۔

"سر آپ رات کے تھکے ہوئے ہیں کچھ دیر آرام کر لیں۔"تابش کے کہنے پر بھی سمریز پر کوئی اثر نا ہوا۔وہ اب بھی بے یقین سا بیٹھا تھا۔

تابش چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر باہر بڑھ گیا۔

تابش کے دروازہ بند کرنے کی آواز پر سمریز نے سر اٹھایا۔اس کا تنفس بڑھنے لگا۔دانتوں پر دانت جمائے وہ ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگا۔سر ایک بار پھر درد سے پھٹنے والا تھا۔

بکھرے بالوں کے ساتھ وہ کھڑا ہوا اور بائیں دیوار کے ساتھ پڑے صوفے کی جانب بڑھا۔ اس کے قدم بھاری ہو رہے تھے۔اسے ہر قتل کا بوجھ اپنے کندھوں پر محسوس ہو رہا تھا۔

دسمبر کی شدید سردی میں بھی اسے پسینہ آنے لگا۔سانس لینے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے صوفے پر ٹک گیا۔پھولے تنفس سے صوفے پر لیٹتے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گرد باندھ لیے۔

ایک لمحے کا انتظار کیے بنا وہ آنکھیں موند گیا۔اس چھٹکارا چاہیے تھا۔جو وہم اس کے ذہن میں گھیرا ڈال رہے تھے ان سے بچنے کیلئے وہ سونا چاہتا تھا۔حقیقت کا سامنا کرنے کیلئے وہ ابدی نیند سونا چاہتا تھا۔مگر یہ ممکن نہیں تھا۔عارضی نیند سونے کے بعد اسے دوبارہ اٹھنا تھا۔

اس کی سسکیوں سے الفاظوں کا منظر یہیں ختم ہوا۔حال میں واپس آؤ تو وہ اب بھی اس کے کندھے پر سر ٹکائے ہوئے تھا۔

سمریز نے جو رودادا سے سنائی تھی وہ صلہ کو گہرے کنویں میں ڈال گئی۔ وہ ساکت و جامد رہ گئی۔

"صلہ، صلہ میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟ میں، میں قاتل تو نہیں ہوں۔ میں، کیسے اتنے لوگوں کی جان لے سکتا ہوں؟" وہ ایک بار پھر ضبط کھو گیا۔ آنسو بھل بھل بہنے لگے۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔ کچھ نہیں کیا تم نے۔ ادھر دیکھو۔ میری طرف دیکھو سمریز"۔ صلہ نے اپنی آنکھوں کی نمی صاف کی اور آواز کو مضبوط بنایا۔ اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر وہ اس سے مخاطب ہوئی۔

"تم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ ٹھیک ہے۔ یہ سب صرف ایک غلط فہمی ہے۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے تمہیں ٹریپ کرنے کیلئے یہ سب کیا ہو۔" صلہ نے اسے سمجھانا چاہا پر وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

وہ چھ فٹ تین انچ کا مرد آج رو رہا تھا۔ وہ جو کبھی کسی سے اپنے جذبات شئیر نہیں کرتا تھا وہ آج اپنی بیوی کے سامنے بچوں کی طرح سسک رہا تھا۔

"صلہ پھر وہ چاقو میرے ہاتھ میں کیوں تھا؟اور مجھے کچھ یاد کیوں نہیں؟"وہ رندھے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"دیکھو سمریز مجھے یقین ہے تم نے ایسا کچھ نہیں کیا۔کوئی تمہیں اس سب میں ٹریپ کر رہا ہے۔لیکن اگر ایسا کچھ ہوا ہے بھی تو تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔تم نے ارادی طور پر کچھ بھی نہیں کیا۔ٹھیک ہے۔تم ریلیکس ہو جاؤ۔"صلہ نے اسے سمجھانے کی پوری کوشش کی مگر وہ اب بھی نفی میں سر ہلائے گیا۔اپنا سر ایک بار پھر اس کے کندھے پر ٹکا دیا تھا۔

"کچھ کھاؤ گے؟بھوک لگی ہو گی نا؟کچھ کھانے کو لاؤں۔"کچھ دیر بعد صلہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں لیتے ہوئے پوچھا۔مگر وہ سر ہلا کر امکار کر گیا۔

اس کی رونے اور پریشانی کے باعث سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ صلہ نے زیادہ زور دینا مناسب نہ سمجھا۔اس وقت اس کیلئے آرام کرنا ضروری تھا۔

"اچھا آجاؤ تم کچھ دیر آرام کرو۔اتنی رات ہو گئی ہے۔کل سے ٹھیک سے سوئے نہیں ہو۔کمرے میں چلو۔"صلہ نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔پھر اس کا بازو پکڑ کر اسے بھی کھڑا کیا۔

وہ بے خیالی میں اس کے ساتھ کمرے کی طرف چل پڑا۔ صلہ اس کے سونے تک وہیں اس کے سرہانے بیٹھی رہی۔

آج پہلی بار ہوا تھا کہ سمریز نے خود سے اس سے بات کی ہو۔ وہ اس کی حالت پر بے حد رنجیدہ تھی۔ مگر پھر بھی سمریز کا اس سے بات کرنا۔ اپنی پریشانی شیئر کرنا کہیں نا کہیں اس کے دل میں خوشی کی ایک ننھی سی کلی بھی کھلا گیا تھا۔

oooooooooooooo

جاری ہے

اگلی قسط آئندہ ماہ انشاءاللہ

★★★

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842